

فاسئلوا اهل الذکر انکم تم لا تعلمون

الحمد لله والمنة لله درین مان هدایت اقتران بفضل ایزد معنان نسخه

دلائل سنیہ
وجوبہ المسائل السنیہ

یکی از تالیفات بابرکات جناب محدوح اکابر انام موصیت فرما
خاص و عام تعلیم فرما کے تعلق گاہ مطالب
عالیہ علم کدہ زمزم مولوی عید علی حسن صاحب سلمہ
رب ذوالمنن جائیسی ارشد تلامذہ

جناب علی بن مکان طاب ثابہ
وجعل الجنة مثواه

حسب شاد فیض بنیاد بحم الملة والدين جناب سید نجم الدین بن حبیب پیر بادا اقبال

در طبع سینی اشاعہ شری کتب امتحان عابد علی طبع

۱۹۶۶
دہرہ گنجیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حبیب السائل والصلوة علی سیدنا رسولہ سبحوتہ بقوی الدلائل
والله اشرف الذرائع والوسائل ولغة الله على عالمهم الاوغاد الزرائل
اما بعد یہ رسالہ ہی مشتملہ جواب سوالات اہل سنت کے نصف العباد السید محمد
عفی عنہ نے کہ بکمال عملت محض نظر باظہار حق و حمایت دین امت اوہدین کے
کتابوں سے مضمون اسکے کہ فان القول ما قالت خدام قلوب جانب مخالف
میں اعتبار نہ ہوگا لکھا اور نام لکھا کہ اولہ سنیہ فی الجوتہ مسائل سنیہ
رکھا و علی اللہ التوکل وبالنبی والمصومین علیہم السلام التوسل
سوال عقیدہ امامت جزو ایمان ہے اوسکا ثبوت یقینی چاہئے پہرہ کلام اللہ
میں اوسکا پتہ اور نہ احادیث متواترہ میں اوسکا ذکر جواب موجبہ بیان
فرمائیں اور آئین غائبن میں نہ اور آئین نہ

جواب بلاشبک ثبوت اوسکا یعنی چاہیے اور اثبات پر اوسکے دلائل
 عقلیہ و نقلیہ قائم ہیں اہلسنت کو عقل سے کام نہیں اسلیئے بعض دلائل
 نقلیہ پر اکتفا ہوتی ہے قرآن مجید میں قول حق تعالیٰ موجود ہے کہ حضرت
 ابراہیم سے خطاب فرمایا اِنِّیْ جَاعِلْکَ لِنَاسٍ اِمَامًا قَالَوْ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ
 یعنی میں گردانہی والا ہوں تمکو واسطے اوسوں کے امام عرض کیا ابراہیم نے
 اور اولاد سے میرے یہاں امام یعنی پیغمبر و نائب پیغمبر دو تون کے ہیں
 چنانچہ اسکی تفسیر میں ابن مغازلی شافعی نے مناقب میں ابن مسعود سے
 روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ دعای حضرت ابراہیم منتهی ہوئی
 طرف میرے اور طرف علی کے کہ ہم میں سے کسی نے کہی بت کو سجدہ نہیں کیا
 پس مجھے نبی کیا اور علی کو وصی کیا اتنی پس اس سے معلوم ہوا کہ مقرر کرنا
 نبی و امام کا کارحق تعالیٰ ہے کارخلق نہیں اور حق نبوت و امامت وہ ہے
 جس نے کہی بت کو سجدہ نہ کیا ہو پھر فرمایا حق تعالیٰ نے لَکِنَّا لَعَنَ الْکَافِرِیْنَ
 یعنی میرے عہد کو ظالمین نہ پاؤں گے یہاں سے امامت کا ہونا ہو حق تعالیٰ سے
 ظاہر اور یہی جلالت امامت پر دلیل باہر اور حدیث تو میں انفریق نہیں ہو
 اور متواتر ہے کہ من مات ولہ بعیرف امام زمانہ مات میتہ باہلیہ
 یعنی جس نے امام زمان کو اپنے نہ پہچانا اوسکی موت جاہلیت کی ہوگی معلوم
 نہیں کہ اہلسنت نے کس کو اپنے زمانے کا امام قرار دیا اور موت اونی
 کس طور پر ہوتی ہے اور تعجب ہے کہ فاعل جملہ امور عالم تو حق تعالیٰ ہے
 جانتے ہیں یا نہیں حق تعالیٰ کو فاعل امر امامت نہیں جانتے اور

اوسکو باختیار خلق گردانتے ہیں۔

سوال اگر یہ اثنا ویکم اللہ سے امامت حضرت امیر علیہ السلام کے ثابت ہوتی ہو تو اس سے اور اماموں کی امامت باطل ہوتی ہو چنانچہ لفظ اثنا ظاہر ہے۔

جواب مدخول لفظ اثنا صیغہ جمع سے اور بنا بر مذہب شیعہ کے جمیع ائمہ معصومین علیہم السلام نے حال رکوع میں سائل کو عطا کیا ہے پس انحصار امامت کا ائمہ اثنا عشر میں ہو گا اور بہت سے روایات و احادیث فریقین امامت ائمہ اثنا عشر

پردال میں دیدہ حق بن جانے صراط مستقیم میں فیروز آبادی صفا قاسم نے لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ میں دیکھا سات اعرش پر لکھا ہوا ساتھ نور لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ تائید کی میں نے اونکے ساتھ علیؑ کے اور نصرت کے میں نے اونکے ساتھ علیؑ کے بعد اوسکے بعد اونکے حسن و حسین بعد اوسکے دیکھا مینی علیؑ علیؑ محمدؐ محمدؐ جعفرؑ موسیٰؑ حسنؑ حجتہ کبیرؑ کہا مینی خداوند ایہ لوگ کون ہیں ندا آئی کہ یہ امام ہیں بعد تمہارے اور بہترین ذریت تمہارے ہیں۔

سوال لفظ ولی کے بمعنی حاکم ہونے پر کونسی کتاب لغت شاہد ہے اور اگر کوئی کتاب اس پر دلالت کرتی ہے تو کونسی ضرورت ہے کہ معنی مشہور محبوب ہو کر یہ معنی لینے میں باہمیہ جب احتمال آگیا تو پہر کلام شنبہ ہو گئے قابل استدلال نہ رہے وہ بھی ایسے ضروریات دین کے لیے۔

جواب غیاث اللغات جسکے مولف شفی المذہب ہیں چپکروست بہت بھر رہی ہے اوسمین سے ولی کے معنی حاکم کے موجود ہیں اور اس آیت میں نبی بجز حاکم کے اور معنی درست نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ اسکے معنی یہ ہوئے

کہ نہیں حاکم تھا۔ سب سے مگر خدا اور رسولؐ اور وہ لوگ کہ جنکے اوصاف سے یہاں
صلوٰۃ و عطاۃ زکوٰۃ و در حال رکوع ہے اور اگر دوست و ناصر کے معنی لیے
جاویں تو انحصار درست اور ناصر ہو نیکا اور نہیں لوگوں نہیں ہو گا کہ جو موصوف
بہ صفات مذکورہ فی الایہ میں حالانکہ پہر خلاف واقع و منافی فرمودہ حق تعالیٰ ہے
اس واسطے کہ جملہ مومنین آپس میں دوست و ناصر میں خواہ وہ در حال رکوع زکوٰۃ
دیویں یا نہ دیویں وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ لَوْلَا بَعْضُهُمْ
بِتَحْقِيقِ کہ وہ لوگ ایمان لائے اور مہاجر ت کی اور جہاد کیا ساتھ اپنے مالوں کے
اور جانوں کے سچے راہ خدا کے اور وہ لوگ کہ پناہ دے اور نہوانے اور
مدد کی وہ لوگ اولیٰ دوست ہیں بعض کے اور ظاہر ہے کہ کسی نے مومنین
مہاجرین و مجاہدین و غیر ہم سے زکوٰۃ حال رکوع میں نہیں دی اور قتال کا
حال جو لکھا تو وجہ کے معنی مشہور نسخہ کے ہیں پس چاہیے کہ وجہ اللہ میں پہنچ
کے لو اور خدا کے واسطے جسیت ثابت کرو حالانکہ یہ خلاف عقیدہ اسلام کے
سوال ۴ امام زمان باہر کیوں نہیں آتے اور تشریف لا کر دین نبی کی تائید
کیوں نہیں کرتے اگر عذر تقیہ تھا تو پہلے شیعیان ایران و ہند و مغلضہ اوج کن
وسندھ کی تعداد لاکھوں کو پہنچ گئے ہوں اگر ان شیعوں کو حضرت امام
ایماندار نہیں سمجھتے اور بظاہر ہو گا تو یہی ہو گا تو ویسے فرمائے ۔

جواب جناب رسول خداؐ نے صلح حدیبیہ کیوں فرمائی غار میں پوشیدہ
کیوں ہوئے ان آپ سچ کہتے ہیں جو بار غار ہونیکا دعویٰ کرتے تھے

وہ چھپنے کے وقت تو یار غار بن تے تھے اور جنگ میں فرار کر نیے عار نہ کرتے تھے
 اسی وجہ سے حضرت کو اونکے ایمان پر بھروسہ نہ تھا اور موافق روایت
 جمع میں اچھین تو آپ نے صاف صاف فرما دیا کہ اسی عائشہ اگر میرے قوم
 قریب العہد بہ جاہلیت یا قریب العہد کفر یا قریب العہد بشرک نہوتے
 علی اختلاف النسب اور بھی خوف اسکا نہ ہوتا کہ اونکے قلوب پھر جاوینے تو خانہ کعبہ
 میں موافق اساس ابراہیم کے بنانا فرمائے قوم عائشہ کون لوگ تھے اور
 یہ تقیہ نہیں ہے تو کیا ہے فرعون کا حال دیکھیے کہ مدتوں خدائی کرتا رہا بندگان
 خدا کو کہ اوس میں اطفال بے گناہ بھی تھے ناحق قتل کرتا رہا فوج ملائکہ موجود
 نہی بکثرت اگر بنی آدم نسیع نہ تھے لیکن جب مصلحت مقتضی ہوئی اوسی وقت
 انتقام ہوا پس شیعوں کو بھی آپ بتعام فوج ملائکہ بھیجے بے ایمانی کا گمان نہ ہو
 نہ کیجیے اس واسطے کہ وہ مطیع معصوم ہیں اور معصوم پر احتمال خطا نہیں بخلاف
 خفا کے کہ وہ بسبب عدم عصمت کے جائز انحراف ہیں اور اونکے خطاؤں کے
 تصریحات احادیث نبویہ میں موافق آپ کی کتب کے وارد ہوئی ہے اسی مقام سے
 سمجھ لیجیے جو حدیث اوپر مذکور ہوئی ہے مصرع تاسیاء رومی شود ہر کہ در غشای
سوال امام کا تقرر اس غرض سے ہے کہ امتوں کو غلطی نہ ہو تو حضرت امام
 روپوش رہنے میں خطا وار ہیں اور اگر کوئی اور غرض ہے تو ضرورت ہی
 کیا تھی کہ جو ایمان میں ایک تیسرے پھر امامت کی لگائے اور پھر شیعوں پر
 بوجہ خلافت خلفائے جو معصوم نہیں کیا اعتراض رہا۔
جواب جس غرض سے تقریباً غیر ہے اسی غرض سے تقرر امام ہی ہے۔

جو وجہ وابطے پوشیدگی جناب رسالت مآب کی اور جاری رہنے لگتی
 کی تا ایام پوشیدگی تجویز کیجے گا وہی وجہ بجنسہ یہاں ہی تجویز ہو گے
 اور سرائی اتالیقی خدا و پیغمبر بدست خالق اکبر ہے اور خلافت تو آپ کی
 خلفا کے بقول فخر رازی کہ وہ تمہارا امام ہے اور خلافت میں عصمت
 کو شرط جانتا ہی باطل ہوئی جاتی ہے سنیوں کا قصور اتنا ہے کہ
 جائز الخطا کو خلیفہ پیغمبر جانتی ہیں پہلی اپنے گھر کے خبر لیجی پھر اور فرمو۔
 خبر داسیجے گا مگر مصرعہ کو خوشنیتن کم است کمر اور بصری کعد
 سوال کلام اللہ بجنسہ محفوظ ہے تو اول تو احادیث کلیسی اور اتفاق
 مذہب کا کیا جواب دوسری آیات مدح صحابہ مثل واستأبقون الاولون
 الخ اور والذین هاجروا وجاهدوا الخ اور والذین معه اشداء
 علی الکفار وغیرہ پر ایمان میں کیا دیر ہے اور اگر صحابہ کے ایمان
 میں کلام ہی تو سوا اونگی جو کوئی ان آیات کا مصداق ہی اور سکے ایمان
 پر کیا دلیل ہے ایسی دلیل جس سے خوارج کو ساکت کرنے کو پیش کرو
 جواب شیخ عبد الحق دہلوی کتاب رجاں مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ تین
 سو آئین حق علی بن ابیطالب میں نازل ہوئے کہ اس قدر آئین حضرت علی
 کی شان میں مصحف موجود ہیں نہیں میں اور سیوطی نے تواتقان میں بہت
 ضایع ہونا قرآن کا لکھا ہی اور در مشورین ہے کہ کوئی نہ کہے کہ میںی تمام
 قرآن کو پڑھا تحقیق کہ قرآن سے بہت کچھ جاتا رہا انہی پس اگر قرآن مجید
 بجنسہ محفوظ ہے تو اسکا کیا جواب اور آیہ الاستأبقون الاولون وغیرہ

سی فضیلت اور نہیں صحابہ کی پائی جاتی ہے کہ جنہیں یہاں اوصاف دیے
 اور آپ کی خاتما تو یہ تصریح آپ کی علماء کے ان اوصاف کے ساتھ موصوف کے
 نہ ہی بجز فرار کے حالت حیات میں رسول خدا کے اور سخت گہری میں
 آل اطہار کے بعد وفات اوس جناب کے اور کسی چیز میں سبقت نہیں لیکن
 دیکھیں مل و نخل شہرستانی کو کہ کوئی دقیقہ اذہی کا نسبت عترت اطہار کے
 آپ کی خلفای کبار سی نہیں چھوٹا اور مالک ابن نویر و سعد ابن عبادہ
 و ابو ذر غفاری و ابن مسعود وغیرہ صحابہ مقبولین کے یہی باعث بکثرت
 ہوئے فقط

سوال: کلام اللہ غیر محفوظ ہے تو اول تو انہی نزل لیل الذکر و
 انالہ لحاظون وغیرہ کا کیا جواب ہے دوسری شہادت حدیث
 ثقلین وہ شیعوں کو ثقلین کے ساتھ شک باقی نہوگا فقط
 جواب: خلیفہ ثالث نے تو بہت سے قرآن جلاوی اور جنگ تمامہ
 میں تو اکثر قرآن شہید ہوئی اس سے غیر محفوظ ہونا کلام اللہ کا ظاہر ہوتا ہے
 تو یہ انالہ لحاظون کا مصداق آپ کیونکر قرار دینگے اور تصدیق
 قول خداوند عالم کیونکر کرینگے اور خلیفہ ثانی نے جو کہا کہ ہمیں کتاب
 خدا کافی ہے اونکی کفایت کون کرے گا نہ ہی دین و ایمان کہ رسول خدا
 نے واسطی اطاعت ثقلین کے حکم دیا اور برخلاف اوسکے عہود ثلاثہ
 میں بجز اتش افروزی کے بہ نسبت ثقلین کے اور کچھ ظہور میں نہ آیا
 عجیب بات ہے کہ پیر و مرشد تو آپ کے جلاوین اور جواب ہمیں پہنچا

سوال حضرت امام عسکریؑ کی جو اسی کلام تفسیر لکھی اور بناتے
کلام اللہ کی تفسیر نہ لکھی تو کیا اونکو بھی مثل اقرشیوں کے کلام ہد
یاد نہ تھا فقط

جواب جبکہ قرآن مجید اصلی سے یاران یار غائبی روگردانی
کے اور جلائے اور جلوئے کو جائز رکھا لکھ اوسکی جلائے میں ہتمام
ایسا کیا کہ عاق مادر نامہربان بھی ہوئی اور بہت کچہ بنا بر روایت
و مشور ضایع کیا تو اس کے تفسیر کون سنتا تھا اور کون کہنے دیتا تھا
اور اپنی خلیفہ ثالث کو تو دیکھی کہ جا بجا سے تلاش کروا کی لوگوں
سے قرآن مجید کو جمع کروایا کیا اونکو بھی مثل آپ کی خلیفہ ثانی کے
کلام اللہ یاد نہ تھا سیوطی نے جامع کبیر میں لکھا ہے کہ عمر ابن خطابؓ نے
آیہ واستأبقون الہ قانون من المساجین والاضار میں لفظ
الاضار کو رفع دیا اور والذین استجوا صحبا احسان
سے واو کو جو او پر لفظ الذین کے سے موقوف کیا پس زید
ابن ثابتؓ نے کہا کہ والذین سے عمر نے کہا الذین ہے زیدؓ
کہا کہ امیر المؤمنینؑ عالم تر ہیں عمرؓ نے کہا ابی ابن کعب کو بلاؤ جب لے
ابن کعب آئی اور اسے پوچھا تو ابی اس کو بتے کہا والذین
استجوا صحبا احسان ہے قسم ہے خدا کے کہ بھی رسول خداؐ کی
اسی طرح پڑھایا ہے اور تم بیجا ان محبتی تھے اور صحیح مسلم میں مذکور
ہے کہ ایک شخص باس عمرؓ کے آیا اور کہا کہ مجھی اختیاج غسل جنابت

کے ہوئی ہیں مینے پانی نہ پایا عمر نے کہا کہ نماز نہ پڑھ فقط یہاں ہی
صاف ظاہر ہے کہ آیہ شیم آیکے خلیفہ ثانی کو مطلق یا و نہ تھی اور
اسی طور سے بہت سے آئین مین لکھی کتابوں سے اسکا یاد نہونا
خلیفہ ثانی کو ثابت ہے۔

سوال ۹: تقیہ کی کیا سند ہے یعنی کہ مین کلام اللہ مین حکم یا ارشاد
نبوی ہے کہ کیا کرو اور تقیہ کس خرم سے دین مین داخل ہوا اگر
نہی و امام دین بتانی کے لئے اتنی ہیں تو چپانی کے کیا معنی اور
چپانی کے لئے الی مین تو فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین
کے کیا معنی ہیں۔

جواب دیکھو اپنی تفسیر بیضاوی کہ آیہ الا ان تتقوا منہم تقصراً
اور آیہ الا ان اکثرہ و قلبہ مطمئن بالايمان کی تفسیر مین کیا
لکھتی ہیں اور کس شد و مد سی حساب رشاد نبوی تقیہ کو جائز کرتی ہیں
بلکہ لکھا ہے کہ بعض قرآن نے تقیہ کو تقیہ پڑھا ہے اور تقیہ تو شعاً
پیمبروں کا ہے بیضاوی مین قصہ حضرت موسیٰ مین تفسیر آیہ و فعلت
فعلتک الی فعلت مین لکھا یہ کان موسیٰ یعالیہم بالثقیۃ
یعنی حضرت موسیٰ میر کرتے تھے غوثیوں مین بتقیہ اور فردوس دلی مین جب
امیر سے منقول ہے الثقیۃ دینی و دین ابائی یعنی تقیہ دین میرا
ہے اور میرے آبا کا اور حدیث جمع ہیں ایضاً جو نبیانی ام الکونین
دربارہ بنای خانہ کعبہ اوپر گز چکی ہے واسطے اثبات تقیہ کے کافی ہے

اور مواہب لدنیہ میں مذکور ہے ما زال لنبی مستحقنا حتی نزل
 فاصدع بما اتوا وقالوا کان ذاک بعد ثلاثہ منین
 النبوة وهی التي اخفی رسول الله امره الى ان امره الله
 تعالیٰ باظهاره فنادی قومه بالاسلام وصدع به یعنی
 پیغمبر ہمیشہ اپنی نبوت کو مخفی رکھتی تھے یہاں تک کہ آیہ فاصدع الی
 اخرہ نازل ہوا اور یہ حال جناب رسول خدا کا بعد نبوت کی
 تین برس تک رہا کہ اپنے امر کو کفار سے چھپا ہی رکھتی تھی یہاں تک
 کہ اظہار کا حکم ہوا پس اپنے قوم کو ساتھ اسلام کے دعوت کیا
 جہاں فاصدع بما اتوا ہے وہاں لکم دینکم ولی دین ہی
 ہے ذرا موافق دعویٰ کے اگرچہ محض غلط ہے قرآن کو دیکھا تو
 کیسے حفظ تو اسکا جبکہ آپ کے خلفائے نبو سکا تو آپ سے اسکی توقع

بہت بعید ہے فقط

سوال غار میں آپ کے ساتھ کون تھا حضرت ابو بکر صدیقؓ ہے
 اور یہی کہو گے بعد اسکے کہ خدا و نگویشادت لفظ لصاحبہ
 کتاب ہے تم کیوں نہیں کہتی ہو۔

جوان صاحب مصر عدنان چہنی کو یر غار ہے اور جنگین فرارہ واضح ہے
 زندیق ہو یا صدیق ہو لفظ صاحب سے کچھ فضیلت نہیں نکلی محققان
 نے مشرکین کا صاحب رسول خدا کو سورہ و الخسم میں فرمایا
 کہ ماضل صاحبکم وما غوی اب چاہی کہ مشرکین کو فضیلت

ہوے تہا زبے صاحب پر اس کے کہ رسول خدا کو صاحب اذکار فرما
اور یہ تو صاحب رسول خدا کے تھے اس طرح خدائی ذوی العقول
کو صاحب غیر ذوی العقول کا فرمایا ہے یا صا جی السبحن حالانکہ
غیر ذوی العقول کسے طرح ذوی العقول سے اشرف نہیں اور صحابہ
کہتی ہیں ہلکوتا تل نہیں ولیکن سے صحابہ گرچہ حبلہ کا بنجوم اندہ و بے
بعضی کو کب تحس و شوم اندہ ہر کہ را روی بہ یہودی نداشت نہ دین
روی نبی سودی نداشت نہ -

سوال حضرت ابوبکر کی شانین السلام السدین ان اللہ معنا
فرماتا ہے خدا تو او کا ساتھ دی تم کیون نہیں دیتی -
جواب ای صاحب خداوند عالم یہہ لفظ او کے شان میں کہ
کہنی لگا اسلے کہ جو کہ ساتھ اسلے رسول کا نہ حال حیات میں بوقت
ہما و دیوی وہ بعد مہات دفن و کفن میں شریک ہو وے اسلے ساتھ
تیون ہونے لگا ویکو مشنوی مولوی روم کہ آپ کے مرشد میں کیا
فرماتے ہیں سے چون صحابہ حب دنیا و اشتندہ مصطفیٰ را بیکن
گنڈاشتند -

سوال حضرت علی با آیتہ الہیت کی شانین یہی کہین ان اللہ معنا
جواب سورہ کے سورہ اہل بیت کے شان میں نازل ہوئے ہیں
ایک دو نقطہ ہوں تو بتاؤن بلکہ او کے کنیزوں کے باری میں ہیں
نازل ہوئی ہیں ویکو تفسیر علامہ سے مدح حیدر میکند عالم بیان با صند

انسان و بنیان عرشیان و قدسیان : کیست مزاج ابو بکر و عمر و بنیانیان
پس بقول ہندیان اپنی ہی نمونہ شہوت : اور چونکہ خبا بلیر علیہ السلام
بحکم آیہ مباہلہ نفس رسول میں باتفاق فریقین کو اس لفظ معنی میں ہے
شامل ہیں اور اس لفظ میں تو شرکت یا رعاہ ہرگز نہیں ہو سکتی اگر وہ
شریک ہوتی تو تزلزل سکینہ میں ہی شریک ہوتے اس لفظی کہ جب مومنین
مہراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہوئی ہیں تو خدا فی تزلزل سکینہ ہے
رسول پر ہی کیا ہے اور مومنین پر ہے فائز لا لہ سکینت علی
رسولہ و علی المؤمنین موجود ہی چونکہ یہاں سوای رسول خدا
کے اور کوئی مستحق تزلزل سکینہ نہ تھا حق تعالیٰ نے اپنی رسول پر سکینہ
کو نازل کیا اور یا رعاہ محروم رہے سے بس کن حدیث عارکہ عارکہ
نزد عقل : انخزن و پفراری شیخ معمر بن شیبہ نے امام بنایا اگر وہ
سوال حضرت ابو بکر کو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امام بنایا اگر وہ
کا قرہی یا فاسق ہے تو کیوں امام بنایا
جواب : بروایت موطہ وغیرہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
آلہ نے شہداء و احد کی ایمان داری پر گواہی دی تو اوہوں نے
کٹنا ہی چاہا کہ خود ہی ایمان دار بنیں مگر جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ نے یہی فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ بعد میری تم دین میں کیا کیا
ایجادین کرو گے پہلا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو امام کیوں بنانے لگی لہذا
اسکے صدیقہ نے یہ عایت نہایت حال غشی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے

مرد فاجر کے پس اس کے صالح ہونے کی دلیل کیونکر ہوگی اور ہماری مذہب
میں بدون اذن امام جو جہاد ہو اس کی غنائم مال امام علیہ السلام میں علاوہ
اسکی مشرکات بدون جہاد کے بھی ملوک اہل اسلام ہو سکتے ہیں فقط

سوال موافق ارشاد آیہ الذین اتیناہم الکتاب یتلونہ
حق تلاوت کہ الی آخرہ جو مجملہ علامات ایمان ہے یوں معلوم ہوتا ہے
کہ جس فرقہ کے لوگ بکثرت تلاوت کرینگے وہ تو مومن ہونگے یا مرنے کا
اب فرمائی کہ ایسے لوگ شیعہ ہیں یا اہل سنت جواب معقول لکھئے
اور حق تلاوت سے خشوع و خضوع مراد لیتے ہو تو شیعوں میں بھی احتمال
نہیں اسکے کہ خشوع کے لئے اعتقاد چاہی شیعہ کلام اللہ کو بیاض عثمانی
سمجھتے ہیں با اینہم لفظ حق تلاوت معقول مطلق ہے اور عاقل اسکا
یتلونہ ہے اسلئے ضرور ہے کہ وہ بھی از قسم تلاوت ہو سو خشوع اور خضوع

امر قلبی ہے اور تلاوت امر لسانی فقط
جواب امی صاحب تلاوت کے کچھ بھی گا اسکو تو تمام و کمال باقی نہ رہا
اور جتنا باقی رکھا اسکی یہ قدر کی کہ اسکا لکھنا خون رُخاف سے اور پول
سے جائز جانا کافی شرح لمختصر الوقایۃ ان ہذا ان لسلحون
کو آپ کے اسلاف نے غلط کہا سورہ بقرہ بارہ برس تک یاد نہوی اور
باقی قرآن کا حفظ تو بخیر معلوم ہوتا ہے کثرت پر ناز کرنا بجا ہے حق تعالیٰ
اوس کثرت کو جو برخلاف اس کے مرضی ہے مذمت فرمائی ہے اور ارشاد
کیا ہے ان اکثرکم فاسقون قلیل کی مدح کے ہے فرمایا ہے قلیل

من عبادی الشکور و کم مرفعة قليلة غلبت فئة كثيرة
بإذن الله کیا حق تلاوت یہی ہے کہ مودت فی القربی ببلاد یون
لا یمتہ الا المظہرون کو مطلقا و بیان میں نہ لاوین فقط

سوال آیہ انا نحن و نزلنا الذکر و انا له لحافظون سے یوں

معلوم ہوتا ہے کہ حفظ کلام اللہ خدا کا کام ہے اس صورت میں اہل
سنت بندگان خاص بڑے کہ خدا کا کام کرنے میں اور ارادہ کا کیا خدا
کی طرف اس طرح منسوب ہو جاتا ہے جیسی راج ضرور دن کا بنایا
ہو امکان صاحب مکان کا بنایا ہوا کہا کرتے ہیں۔

جواب سے گرتو قرآن بدین نظم خوانی بہ بری رونق مسلمانے
واہ واہ اسکی بنا بر معنی یہ ہوئی کہ میں نے قرآن کو نازل کیا اور
میں اسکو یاد بھی کر لگی یہ تو کہہ میں وہی پڑھتا ہوں خودائی کے سی تیری
معنوں کو چھوڑ کر حرف آشنا ہوتا اور مثل طوطی وینا کے یاد کرنا یہ
ہرگز خدا کا کام نہیں ہے کاش کہ میں اتنا ہی آپ کے یہاں ہوتا جو نہ
تو قرآن کی لفظ کا یاد کرنا ہی ضرور نہیں جانتی ذو برگ سبز گہر نہایت
نازمین کافی سمجھتی ہیں ہاں راج ضرور و نکا بنایا ہوا طرف مالک کے
منسوب ہوتا ہے لیکن اگر کہیں اونہوں نے برخلاف مرضی مالک عتاش
کچ بنائی تو ظاہر میں تو اوں کے نزدیک اونکی بنائی مگر مالک کو بدنام
کیا اور پیشگاہ مالک سے سزا یاب بھی ہوئے خلق کی جانب سے بھی اونہوں
نفرین ہوئی فقط

سوال شیون کو کلام اللہ کیون نہیں یاد ہو تا ہے اگر یہ وجہ ہے کہ
 صحابہ اوستاذ کلام اللہ ہیں اور اوستاذ کا برا کہنی والا کامیاب نہیں
 ہوتا تو توبہ کچھ بانی جو کہیں کہیں شیوہ مقب بجا فظ ہیں یا ایک دو کا کہیں
 کہیں نشان دہی ہو البتہ اول تو کہنی کی باقی میں اور اگر سچہ ہی ہو
 تو اہل سنت کے مقابلہ میں ایک دو جافظ ہونا بڑی شرم کی بات ہے
 جو اب صحابہ سے کہیں مراد لیا ہی اپنے خلفا کو تمنی مراد لیا ہے تو
 توبہ کرو وہ استاذ ہوئے تو نوبت جمع کروائیں اور تلاش کر کے مل گانے
 کی اور ونسی کا ہیکو آتی مگر جو کہ اوستاذ ہے مثل ابن مسعود وغیرہ کے
 اون سے آپکی خلفائے بڑی ادبی ونسی کی اسوجہ سے کہی وہ کلام اللہ
 سے کامیاب نہوے فہم معنی تک سے قاصر رہے چنانچہ اول کا مخیر
 ہونا معنوں میں ابا و کلالۃ کے اور ثانی کا معقول ہونا ایک عورت
 سے باب مہر میں اور ثالث کا مور وطن و عن ہونا پیشگاہ ام المومنین
 سی کہی بلفظ لعن اللہ و کہی بلفظ قتل اللہ اور کہی بلفظ قتل
 مثل کشاف و روضۃ الاحباب وغیرہ کے آپکے کتب میں جا بجا وارد
 اور حال قلت مقبولہ و کثرت مردودہ ہو پرایات سے ہم ثابت کر چکے
 فلا نصیدہ ومن لا یکنیہ القلیل لا یجدیہ الکثیر فقط
 سوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حیات النبی ہیں تو حضرت فاطمہ علیہا السلام
 کیون مانگا زندون کے مال میں سیراث جاری نہیں ہوتی اور شہید
 نظیر دو تو یہہ نفسیر کام کی نہیں ہے کیون کہ شہید ایسا کی بدنی زندہ نہیں

اس بدن کے حساب سے تو مردہ بین بان جنت میں اور نکو و دوسرا
بدن چلتا تاکہ اور موت کا جواب ہی کام کا نہیں کیونکہ موت سی حیات
جانی رہتی ہے تو آپ حیات النبی نہیں اور نہیں جاتے تو میراث کی کوئی
صورت نہیں فقط

جو آپ پہلی جناب سیدہ نے فذک میں دعویٰ یہہ کا فرمایا جبکہ بوجہ بکرنے پڑا
اور عمر نے سند یہہ کو پہاڑ والا اور گواہی علی اور حسین اور ام امین وغیرہ
کی ہی مقبول نہیں ہوئی اور سوقت جناب سیدہ نے میراث کا دعویٰ
کیا پس حسب طرح سے میراث حضرت داؤد سلیمان کو پہنچی اور حسب طرح سے
یحییٰ وارث حضرت زکریا ہوئے اور سبطرح سے حضرت فاطمہ علیہا السلام ہی
وارث ہوین زحشری نے تصریح کی ہے ربیع الا برار میں کہ حضرت
سلیمان نے ہزار گہوڑی بوارث اپنے باپ کے پائے تھے اور کثافت
اور پھناوی میں ہی قول مندرج میں حسب طرح جناب رسالت کا حال
بعد وفات کے ہے اور سبطرح سب پیغمبر و بٹکا حال بعد وفات کی ہے بلکہ
ثناوت قال الدامیر ان الله حرم علی الارض ان تاكل
اجساد الانبیاء یعنی خدا نے حرام کیا زمین پر یہہ کہ کیا ہی جیسا
پیغمبر و نکو عجیب بات ہے کہ ازواج رسول خدا و حجرات رسول خدا پر
قابض رہیں اور جناب سیدہ کا قبضہ فذک سے جو حیات پیغمبر خدا سے حکم
خدا تھا اور تھا و یا جاوے القبضۃ دلیل الملك حکم شرعی ہے قابض
سی گواہ طلب کرینی ضرورت نہیں ہے جناب سیدہ سے کہ قابض نہیں

فدک پر گواہ طلب کے موجب ہے کہ ماثر گناہ صدقہ خجرات پر جو
صادق نہ آئے اور فدک پر صادق و غوی اور اگر حیات رسول خدا کو
مانع میراث جانتی ہو تو خلافت بھی آپ کے خاندان کی باطل ہوگی اس واسطے کہ
خلافت تو بعد پیغمبر ہوتی ہے اور یہ قول حق تعالیٰ اِنَّكَ صَدِيقٌ وَامِيْنٌ
صِدِّيقُوْنَ جس کو خلیفہ اول نے اپنی پڑ بکر خلیفہ ثانی کو آپ کے معقول کیا تھا
کیونکہ صادق اور یگانہ افسوس ہے کہ اتنا ہی آپ کو معلوم نہیں کہ حامل
ہو ناموت کا بین الحیاتین و اسطی القاد میراث وغیرہ کے کافی ہے
اور سوا اسکے حیات اخروی اور حیات دنیوی میں فرق ہے اور قیامت
ایک کا دوسری پر قیاس مع الفارق ہی نہ

سوال ۱۹ کلیدی وغیرہ کتب مستند سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ فدک
بجملہ اموال فی ہے اور آیہ صا فاء اللہ علی مرہونہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ اموال فی مملوک نبوی نہ تھی اسلئے کہ اول تو بشہادت آیہ ذی
القربى والیتامی والمساکین وغیرہ شریک جنگی کوئی تعداد معین
نہیں جو ان سب کو پہونچای دوسری بشہادت آیہ والذین جاور
من بعد ہجر سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ بجز مصارف وہ لوگ ہی
میں جوابی پیدا ہوئی اور قیامت تک پیدا ہونے پر لگی سو اونکی شرکت
تک کی کوئی صورت نہیں کیونکہ مالک کا بالفعل موجود ہونا چاہیے باغیہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال میں ہر فرد کو نہ زمین فدک باغیہ نہ
اوسکی آمدنے باغیہ اگر ملک ہوتی تو ان سب کی ملک ہوتی اور آپ سرور

تقسیم کرے ہو تو وقت ہوا اس صورت میں حضرت فاطمہ نے کیوں طلب کیا کہ وقت میں نہ میراث جاری ہو نہ ہبہ

جو آپ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ مذکور وقف تھا کیا کہنی آپ نے ابو بکر میں موجود نہوی والا ابو بکر کو حدیث سخن معاشر کے کہنی کی ضرورت نہوتی حسبوقت جناب سیدہ نے میراث کا دعویٰ کیا تھا اسوقت خلیفہ اول کہدیہی کہ یہ وقف ہے اور حدیث سخن معاشر سے تو یہ معلوم ہوتا کہ ملک نبوی تھا بعد چہرہ بانی کے صدقہ ہوا مصرخ بہ بین تفاوت رہ از گریاست تا بہ کجافہ بد کفیت اپنے آپ قرآن مجید کو غلط لکھا اسی مقام سے حافظ ہونیکو دیکھا یا ہنی معاف کجیگا الحق مرث ہو ہے ہر کف اب ہم اس آیہ شریفہ کو منہ او سکی تقسیم کے جلا میں سے لکھتی ہیں و ما افاء اللہ رقد اللہ علی رہ واد عنہم وانا اوجہ انہم اسو عثم یا مسلمین علیہ من قبل ولا رکاب ای دعا سوافیہ شقة ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شئی قلدی فلاحق لکرمیہ و یختص بہ النبی ومن ذکر معہ فی الایہ الثانیہ من الاضاف الاربعہ علی ما کان یقتدہ من ان لکل منہ خمس الجنس ولد صلی اللہ علیہ والہ الباقی یفعل فیہ ما یشاء فاعطا منہ الماجرین وثلاثہ من الانسا فقرہم ما افاء اللہ علی رسولہ من اهل القری قللہ وللرسول لدنی القربی والینامی والمساکین وابن السبیل ای شقیقہ النبی والاضاف الاربعہ علی ما کان یقتدہ من ان اکل من الاربعہ

خمس الخس وبله الباقی بنا بر تفسیر علامین غلام سکا یہ ہے کہ جو اس طرح
 کی فی سہے اور سمین حق کسی کا نہیں وہ مخصوص خدا اور رسولؐ و زوجہ
 القربے و یتامی و مساکین و ابن اسہیل ہے اور احادیث اہلبیت علیہم
 السلام سے کہ وہ اعلم بالقرآن میں اور خطائے محفوظ میں یون معلوم
 ہوتا ہے کہ اس آیت میں یتامی و مساکین و ابن اسہیل اہلبیت علیہم السلام
 مراد ہیں اور ظاہر ہی یہی ہے والا اختصاص کی کوئی صورت نہیں اور
 مجمع البحرین میں مذکور ہے کہ فذک ایک قریہ ہے قریہ نامی یہود سے مدینہ
 سے دور روز کے فاصلہ پر واقع ہے اور یہ قریہ وہ قریہ ہے کہ حق تعالیٰ
 نے ارزائی کیا اسے اپنے رسولؐ پر اسلمی کہ اسکو فتح کیا رسولؐ خدا و علی
 مرتضیٰ نے اور کوی شریک اسکی فتح میں نہ تھا پس اوستی حکم فی کاجاتا
 رہا اور انفال کا نام لازم ہوا اور سوید اسکی وہ روایتیں ہیں کہ جو کتب
 اہل سنت میں مذکور ہیں سحرم البلدان باقوت حموی شافعی میں روضۃ
 الصفا و مساریج النبوة ملاسمین میں و مقصد اقصیٰ میں کہ یہ سب کنا میں
 اہل سنت کی میں مذکور ہے کہ فذک وہ فی ہے کہ لشکر کشی اور سپر نہ ہوئی تھی
 اور وہ مخصوص جناب رسالتؐ تھا حضرت جبریلؑ یہ آیہ لیکر نازل ہے
 و اتذ القربیٰ حقہ یعنی حق عزیز و نکادیحی رسولؐ خدا نے پوچھا ہے
 عزیز کون میں اور حق اونکا کیا ہے جبریلؑ نے کہا خاطر میں جو انط فذک
 کو او نہیں دیکھی اور جو کچھ حق خدا اور رسولؐ ہے فذک میں وہ بھی دیکھی
 پیغمبر خدا نے خاطر کو بلایا اور یہ کا وثیقہ لکھ دیا اور اسی وثیقہ کو یہ

جناب رسالت کے جناب فاطمہ پیش خلیفہ اول لائیں نہیں، انہی ہاویوں
نے درمثور میں اسی آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
رسول خدا نے فاطمہ کو بلا یا اور فدک اور نبین عطا کیا اور شیخ علی شریعتی نے کٹر لکھا
میں ہی باب صمد رحمہ من ابو سعید خدری سے روایت لکھی ہے لما نزلت
وات ذا القربى حقہ قال النبی یا فاطمة لک فداک یعنی حسب وقت نازل
ہوئی یہ آیت کہا رسول خدا نے یا فاطمہ واسطی تنہاری ہے فدک اتنی پس
اگر فدک ملک سبکی ہوئی تو رسول خدا جناب فاطمہ کو کیوں دیتے اور سند یہ
کیوں لکھتی اور اونی سند کو جب خلیفہ اول نے عامل فاطمہ کو فدک سے
نکالا اور جناب سیدہ نے وہ سند کہا تھی تو ابو بکر نے ہی کیوں لکھی کہ
حسکو خلیفہ ثانی نے پہاڑ والا چنانچہ برمان الت بن حلبی شافعی نے سیرت
اپنی اور ابن جوزی نے روایت کی ہے کہ ان ابابکر کتب لہا فداک
فدخل علیہ عمر فقال ما هذا قال کتاب کتب لفاطمہ ممدی لہا
من ابیہا فقال ما ذا یفوق علی المسلمین وقد حاربک العرب
کما تری ثم اخذ الکتاب فشقہ یعنی ابی بکر نے سند فدک لکھ دی عمر
اسی پوچھا کہ یہ کیا ہے ابو بکر نے کہا کہ سند ہے کہ مینی لکھی ہے واسطی فاطمہ
کے کہ میراث اوتھے ہے کہ پای ہے اپنے باب سے عمر نے کہا کہ مسلمانوں
کیا دیا جاوے گا حالانکہ عرب کے لڑای درمیش ہے جیسا کہ دیکھتی ہو
اوتھے بعد اوسکی سند کو لیکر پہاڑ والا اور قطع نظر ان امور کے جو مذکور
ہوئے انجناب سیدہ کلاسی اور سمین کسی طرح حکایت کیا نہیں بہر حال غائب خل

کیون کیا اگر وقف ہو سیکو یہی ہم مان لیں تو بخلہ سو وقف علیہم کے حضرت
 فاطمہ سے تھیں یا نہ تھیں بجز عداوت کے اور تو کوئی سبب محروم کر نیکار
 نہیں ہوتا ہزار حیف کہ خلیفہ نے دعویٰ جابر انصاری کو اور حسنی کہا دربار
 وعدہ رسول خدا ہون گواہوں کے قبول کیا اور جناب سیدہ کہ معصومہ
 بنفس آیہ تطہیر اور پادشہ حضرت رسول کی تھیں نہ اونکی دعویٰ کو قبول کیا اور
 نہ اونکے لائی ہوئی گواہ مثل علی حسنین کے مقبول ہوئے اگر پاسداری
 رسول خدا کے ہوتے تو در صورتیکہ فدک مال مسلمین کا ہوتا مسلمانوں سے منیت
 کہنے کے جناب سیدہ کو دلوادیتی جیسا کہ رسول خدا نے فدای ابو العباس
 کہ زمین بنت رسول خدا نے بیجا تھا اور وہ ایک قلاوہ تھا کہ مادرِ منیب
 نے زمین کو دیا تھا حضرت نے مسلمانوں سے اجازت لیکر اس فدویہ
 کو ستر و فرما دیا کیا دینداری یہی ہے کہ اپنی بیٹیوں کو نو سو دس ہزار
 درہم سالانہ و پاکے منافع فدک سے منتفع کیا گئے اور خلیفہ ثالث نے تو بڑا
 اجازت مسلمانوں کے فدک کو مر دان کو دیا اور کہا کہ حق رسول خدا اس کے
 خلیفہ کا مال ہوتا ہے اب بتائی کہ وقف کہاں گیا اور الذین جاؤ من
 بعد ہم تو کیا کہ الذین حذر رہا یہی محروم کئے گئے نہ ذی القربیٰ کو
 ملا نہ ایتام کو نہ مساکین کو نہ ابن سبیل کو علوائی نے وہ سمجھا خود ہی
 نوش کیا اور اپنے یار و نکو یہی کہلا یا احسانات بچہ کو جکی بدولت بادشاہ
 وقت کہلائی بالکل پہلا یا کہا تنگ لکھو بن ایچے مذہب کے علما بہت کچھ
 لکھ گئی مین سے مر مرابا و بنی آبد زروی اعتقاد حق زہر خود بن و دین خود بن

انصاف کیا ہے اس مقام پر ابن ابی الحدید معتزلی نے کہ وہ کہتی ہیں
کہ اگر خلیفہ اول قول جناب سیدہ کو دربارہ مذکور مان لیتی تو پہرہ
خلافت میں ہی قول اس معصومہ کا ماننا پڑتا فقط

سوال اگر خطاب فائکھوا عام ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی چار سے زیادہ کرنیکی وجہ بیان فرمائی اور خاص ہے تو خطاب
یو صیکم اللہ ہی خاص ہی ہوگا اور اس صورت میں حضرت فاطمہ
نے دعویٰ میراث کیوں کیا اور اگر آئیہ یا ایہا النبی سے تخصیص
فائکھوا کرتے ہو تو اول تو بعد تاخیر نزول آئیہ یا ایہا النبی یہ بات
متصور ہی اور اللہ معلوم ایسی دوسری تخصیص بلکہ ایسی ہی زیادہ تو بوسیدہ
احل لکم ما وراء ذلکم سبکی کے متصور ہے

جواب اول تو تخصیص عموماً قرآن مجید کے منحصر قرآن مجیدی
میں نہیں اور دوسرے یہ کہ ضرور نہیں کہ اگر ایک آیت کی تفسیر
ہو وی تو دوسری آیت کے ہی تخصیص ہووے بہت سے عموم قرآن
مجید ہیں کہ تمام خلق اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں
برابر ہیں قل اقموا الصلوة واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الرکعات
واذا طلقوا النساء وغیر ذلک من الاحکام تیسری یہ کہ جہت
مقابلہ نص جائز نہیں اور تصریح مخیر ازنی سے تفسیر میں یہ معلوم
ہو تا ہے کہ رای اکثر مجتہدین اہل سنت تخصیص یو صیکم اللہ ہے اور چوتھی
یہ کہ اجماع کرتا خلافت پر حکم اہلبیت طاہرین علیہم السلام کے قابل سماعت

نہیں ہے اسلئے کہ اہلبیت طاہرین علیہم السلام بقاء و ایہ کریمہ فاسٹلو
 اهل الذکر انکم لا تعلمون و بمضمون آیہ شریفہ و ما یعلم
 تاویلہ الا اللہ والراۓخون فی العلم کے اہل ذکر و الراۓخون ذ
 العلم من و بمضمون صدق مشخون حدیث نبوی ص مشفق علیہ بین الفریقین
 مثل اہل بیٹی کسفینہ نوح من و کہا انجی و من تخلف عنها
 غرق و هو ی باعث نجات خلق میں پس خلق خدا موراوے کے اطا
 پر ہے اور ناراضی جناب سیدہ ابو بکر سے ثابت ہے بروایت صحیح بخاری
 کہ آپ کے نزدیک مرتبہ اوسکا بعد کتاب باری ہے فغضبت فاحلہ
 ولم تتکلم حتی ماتت وانھا اوصت ان تدفن ستر الیل لثا
 یحضر جنازہا من غصب حقها و امر ثا یعنی جناب سیدہ غضبناک
 ہوئیں اور کلام نکلیا ابی بکر سے تا دم مرگ اور وصیت کے کہ دفن کیا
 پوشیدہ شب کو تا کہ جنازہ پر نہ آئیں وہ جسے غضب کیا حق کو اوس جناب کے
 اور ارث کہ پانچویں یہ کہ بجز ابو بکر کے اور کسی نے یہ روایت تھن
 معاشرہ لا بدیاء و انخ کی نقل نہیں کے حالانکہ کذب اس روایت کا ظاہر
 ہے اون آیوں سے جس سے وارث ہونا پیغمبر و نکا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ او
 ہمیں ثابت کیا ہے علاوہ اسکی ناواقف ہونا ابو بکر کا معنی قرآنسی او پر بیان
 ہو چکا ہے بیان پر عدم واقفیت اونکے محاورات عرب سے توضیح شرح
 صحیح بخاری میں جنہی اور میں لکھا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ ات
 انی فوجا لما اذا الشظی فسیح یدہ علی عرابض انخ یعنی رسول خدا نے

بیان فرمایا کہ میری بنی نوح کو جب سقلم نے اذیت پہنچائی تو انہوں
 نے عریاض بد ہاتھ پیراؤں سے سقلم پیدا ہوئی ابو بکر نے عرض کی یا
 حضرت سقلم اور عریاض اور سقلم کیا چیز ہی آپ نے فرمایا کہ سقلم ذبابہ
 ہے اور عریاض ورد ہے اور سقلم عیشم ہے ابو بکر نے عرض کے ذبابہ اور ورد
 اور عیشم کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا ذبابہ قرب ہے اور ورد خلیل ہے اور
 عیشم ضیون ہے ابو بکر نے عرض کے یا حضرت بھی طاقت سمجھنی کے نہیں
 آپ اسکو بیان فرمائی آپ نے فرمایا سقلم اور ذبابہ اور قرب جو ہے
 اور عریاض اور ورد اور خلیل شیر ہے اور سقلم اور عیشم اور ضیون بلی ہے
 اب ملاحظہ فرمائے کہ جو شخص عارف بلغات عرب ہو وہ کیونکر ارشاد نبویؐ
 کو سمجھ سکتا ہے قرآن شائے تو اوپر بیان ہوئی حدیث شناسی کا یہ حال
 اور اگر روایت سخن معاشرہ کو مان ہی لیوں تو کہاںسی معلوم ہوا کہ
 ہا تو کناہ صدقہ متعلق بہ نورث نہیں ہے یعنی جو چیز کہ ہم از روے
 صدقہ کے چوڑ جاتے ہیں وہ میراث نہیں ہوتے واذ لجاہ الاحتمال
 بطل الاستدلال اور اسوجہ سے شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ
 میں کہا ہے مشکل ترین قضایا قضیہ فاطمہ زہراست زیرا کہ اگر گوئیم کہ
 او جابل بود باین سنت یعنی حدیثی کہ ابو بکر نقل کردہ ہے از پیغمبر
 او اگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتاد اور اجماع این حدیث از پیغمبر
 مشکل میشود کہ بعد از استماع از ابی بکر و شہادت سایر صحابہ بربانی جہاں
 نکر دو در غضب آمد و اگر غضب او پیش از سماع حدیث بود چہاں بگفت

از غضب تا آنکہ استد کشید و تازندہ بود و مہاجرت کرد و انتہی فقط
سوال حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا فریجے تو حضرت علیؑ نے دھڑکھڑ
 حضرت ام کلثوم کا نکاح اونسے کیا اور نہ تھے تو باوجود اسلام ہوا
 کی کیا وجہ فقط

جواب نکاح عمر کا شیون کے نزدیک تو کہاں ثابت ہونے لگا
 شیون کی کتابوں سے بھی ثابت نہیں ہوتا صاحب عمدۃ المطالب
 فی نسب آل ابی طالب کہ جو آپکی یہاں کے بڑے عالم ہیں وہ لکھتی ہیں کہ
 شوہر جناب ام کلثوم محمد بن جعفر طیار تھے اور صوامع میں لکھا ہے
 کہ عمر نے درخواست ترویج حضرت ام کلثوم کیا جناب امیر علیہ السلامؑ
 پس حضرت نے عذر صغیر سن لایا اور فرمایا کہ یہ میری بہائی جعفر کے
 فرزند و بھتیجی ہے پس نکاح عمر کا کہنا ہے ہوا ثبت العرش ثم انقض
 زیادہ تفصیل اگر آپ کو مطلوب ہو تو رسالہ بہت النیران کو جو مطبع لویہ
 میں چھپا ہے اسکو ملاحظہ کیجی اور تراکے وجہ یہ پیرہی خدا و رسول
سوال تراکی کوئی کلام اللہ یا حدیث متواتر میں سند ہی یا نہیں
 اگر ہے تو پیش کیجی نہیں تو ایسی وسوسہ انداز و نکی جھوٹی سچی باتوں پر اون
 قطعی نفوس کو جو مثل روز روشن حرمت اور کبیرہ ہونے سب و شتم کے
 کسی کو برا کہنا ثواب کیون جانتی ہو فقط

جواب ان علیک لعنتی الی یوم الدین انہم لعنة الله علی الکاذ
 لعنة الله علی الظالمین: ۱ و لک یلعنہم الله یلعنہم الالاعنون

الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 قُرْآنُ الْعَبِيدِ مَوْجُودٌ لَعْنُ اللَّهِ مِنْ تَحْلُفٍ عَنْ حَيْثُ اسْمُهُ ارْتِثَ
 رَسُولُهُ بِسَبِّ جَوَاطِلٍ وَنَحْلٍ شَهْرِيَّاتِي مِمَّنْ مَذْكُورٌ بِخَارِي نَعْنِي كِتَابُ
 الْأَوَّلِ وَبِاسْمِ اللَّهِ تَقْسِيرُ ذَرْبُ ثَوْرٍ مِنْ رَوَايَتِ كِي هِيَ كَ اِيكَ رَوَى حَذِيفَةُ أَوْ
 أَبُو بَكْرٍ خَدِيعَتِ حَضْرَتِ رَسُولِ هَذَا مِنْ حَاضِرِ نَهْجِي حَضْرَتِ نَعْنِي فَرَمَا يَا كَ شَرِكُ تَمِّينِ
 مَخْفِي هِيَ مِثْلُ حَرَكَتِ سَوْجِي أَبُو بَكْرٍ نَعْنِي كَمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ شَرِكُ وَهِيَ كَمِ
 عِبَادَتِ مِثْلِ غَيْرِ خَدَا كُو شَرِكُ كَرِيْنِ حَضْرَتِ نَعْنِي فَرَمَا يَا كَ تَبْرِي مَانِ تَجِي
 رَوَيْ شَرِكُ مَخْفِي هِيَ تَمِّينِ سَوْجِي كِي حَرَكَتِ سَعْفِطَابِ فَرَمَلْنِي كَ كَرِ
 هَمَّ اِنْكَو كُجْهُ مَطَابِقِ اس رَوَايَتِ كِي كَهْتِي مِثْلِ تَوَابِ خَفَا هَوْنِي مِثْلِ نَهْنِي كِي
 تَوَ مَخَالِفَتِ رَسُولِ هَوْنِي هِيَ مَنَاسِبِ هِيَ كَ اسْنِ حَالِ مِثْلِ اطَاعَتِ رَسُوْنِ
 كِي اَبِ هِي كَرِيْنِي اَوْ جِسْكَو مَشْرِكِ اَوْ رَكَلَاتِ سَبِّ حَضْرَتِ نَعْنِي فَرَمَا يَا هُوْكَ
 اَوْ كِي حَقْمِيْنِ اَبِ هِي وَهْ سَبِّ عَمَلِ مِثْلِ لَا يَكِي حَيَاتِ الْبَحْيَوَانِ مِثْلِ لَكَا هِيَ
 كَ جَبِ كَ اسْمَا هِ كِي سَا تَبِهْ اَبُو بَكْرٍ كِي تَوَ لَوْ كُوْنِ نَعْنِي كَمَا كَ اسْمَا هِ كُو اَوْ
 هَمَّ اَبْيَانِ اسْمَا هِ كُو پِيْرِي اَبُو بَكْرٍ نَعْنِي كَمَا نَهْنِي قَسْمِ يَ خَدَا كِي اَكْسِي اَزْوَاجِ
 رَسُولِ خَدَا كِي پَاوْنِ كُو كَهْنِيْجِ لِيْجَا عِيْكَ جَبِ هِي مِثْلِ اَوْ سِ لَشْكُرِ كُو نَهْ پِيْرِي
 جِسْكَو رَسُولِ خَدَا نَعْنِي يِيْجَا هُوْابِ فَرَمَانِي كَ اس سَعْفِطَابِ سَبِّ وَشْتَمِ اَوْ
 كِي اَبُوْكَ اَوْ رِيْجَا اَوْ سِي كِتَابِ مِثْلِ مَذْكُورِ ذَكَرِ مَنَطِقِ الطَّيْرِ مِثْلِ الْقَبْرِ
 نَقُولُ اَللّٰهُمَّ اَلْعَن مَبِغْضَ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ سَنِيْ حِيْذُ وُلْ كَهْتَا هِيَ خَدَا
 لَعْنَتِ كَرِ تَوَشْتَمَانِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ بِرِ تَجَبِ هِيَ كَ حَيَوَانَاتِ تَكِ تَوَاوْنِ پَرِ

لعنت کرتے ہیں اور انسان مجبور کئے جاتے ہیں شرح مقاصد میں لکھا ہے
 کہ جو اصحابوں کے درمیان میں محاربات و منازعات واقع ہوئے اور
 کتب تواریخ میں مذکور ہیں اور زبانہی معتدین پر مشہور ہیں وہ ولایت
 کرتی ہیں اس بات پر کہ بعض صحابہ راہ حق سے پر گئے اور مد ظلم و ستم
 کو پہنچ گئے اور باعث اسکا کینہ اور عناد اور بغض و حسد و طلب ملک و
 ریاست تھا اس واسطی کہ ہر اصحاب معصوم نہیں مگر ہمارے عالموں نے
 سبب اسکے کہ وہ اصحاب رسول اللہ تھے اونکی ساتھ گمان نیک کرنا
 چاہئے تا دلائل اونکے افعال اور اقوال کہ کئی ہیں اور جو کچھ ظلم ہوا
 ہمیت پیغمبر پر وہ ظاہر ہے کہ اونکے پوشیدہ کرنیکی مجال نہیں اور گواہی
 دیتی ہیں اونکے ساتھ حیوانات اور نباتات اور روتے ہیں اور بھیتیں
 پر اہل آسمان و زمین اور شوق ہوتے ہیں پہاڑ اور تپڑ اور بد اعمال لے لے
 ظالموں کے جب تک دنیا باقی ہے باقی رہے فلعلة الله على من باشر
 ورضی اوسعی و لعذاب لاخرۃ اشد و ابقی انہی میں لعنت خدا ہو
 اوس شخص پر کہ جسکی اس ظلم کو کیا یا راضی ہوا اوپر یا کوشش کی او میں
 پر آئینہ عذاب آخرت کا شدید تر اور باقی تر ہے فقط

سوال اگر تفتیہ فرض پرستوب یا مباح تھا تو حضرت سید شہداء نے کیوں
 نہ کیا اور اس تہورے جماعت سے کہ دشمن سے عشر عشر ہی نہ تھے کیوں
 مظلوموں کو قتل کرایا اور اونکا بار اپنے گرد نہ بدلیا اور نہ تھا تو حضرت
 امام حسن نے باوجود فوج کثیر کے کیوں صلح کے اور جہاد نہ کیا اور دین کو

برباد کیا اگر عذر علم انجام ہے اور دلیل اور سبب یہ ہے کہ اگر امام تھے تو
 کیا حضرت امام حسینؑ کو علم انجام نہ تھا یا اس وقت امام نہ تھے فقط
 جواب تک تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبدالغفر نے اپنی باپ کا نام نہیں لکھا
 اور نہ اپنے دادا کا بلکہ اپنا باپ اور دادا وغیرہ کو بنا یاد آدمی اور مان
 گا ہے چہ پاس نہ کیا کہ لوگ کیا کہیں گے معلوم نہیں کہ یہ تفسیر فرض تھا یا سبب
 تھا یا مباح اور پھر اسی تحفہ میں نگاہی میں کہ شیعوں کے نزدیک ہر امام کیواسی
 ایک صحیفہ ہوتا ہے کہ وہ موافق اپنے صحیفہ کے اپنی وقت میں عمل میں لائے
 پس ہم پر اس صورت میں محل اعتراض کا کیا رہا جو حکم خدا اس صحیفہ میں
 واسطی حضرت کے تھا اس بموجب جناب امام حسن مجتبیٰ و حضرت سید الشہداء
 علیہما السلام علی من لا ین علی من لائی خلاصہ یہ ہے کہ حال صلح جناب امام حسن و
 جہاد جناب امام حسینؑ مثل صلح و جہاد حضرت سید الانام صلوات اللہ علیہ
 و آلہ الکرام ہے جیسا کہ عہد جناب رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں صحیح
 میں بسبب قلت انصار مومنین و کثرت اصحاب فارتین بظاہر دین کی سستہ
 ہوئی اور سبطہ امام حسن علیہ السلام کے عہد میں اصحاب و فواد اس قدر تھیں
 کہ جہاد کیواسی کافی ہوئے چنانچہ کتاب حلیۃ الاولیاء میں حافظ ابو نعیم نے
 کہ اہل سنت سے ہے بروایت عبداللہ ابن جبر اس امر کو لکھا ہے اور
 کہ نبی امادہ ہیں یہی حضرت سے تھا بلکہ وہ لوگ چاہتی تھے کہ حضرت کو
 گرفتار کر کے سزا دے مگر حوالہ کرین اور حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کے
 واسطی سیکڑوں بلکہ ہزاروں نامہ بجانب کوفیان لے و فامو کہ یہود و نصاریٰ

وایمان مخلطہ پر آئے کہ ہم واسطی بیعت کے حاضرین جلد تشریف لائیں
اور جب حضرت مسلم سفیر اور وکیل آپ کے تشریف لیکے تو اٹھارہ ہزار نے
اور بروایتی پچیس ہزار نے بیعت بھی کی اور ظاہر ہے کہ جب سفیر یا امام
کو سامان جہاد اور اظہار حق سیر ہو تا ہے تو جہاد و انیر واجب ہو جاتا ہے
اور اگرچہ علم امامت آپ کو معلوم تھا کہ انجام کار شہادت ہے لیکن بظاہر تو
اس قدر چالوسی وہ غدار کرتے تھے اور امام حسینؑ سے تو اس قدر چالوسی
بھی نہ کی تھی اور اٹھارہ سو فانی ہی ظاہر تھے کہ سجادہ تک بھی حال نمازین
اوس جناب سے چہین لگنی اور مخالفت امر ظاہر کے محض علم پر ایسے
مقام نہیں ہو سکتے خداوند عالم انجام الیس و فرعون وغیرہ ظالمین سے
بخوبی واقف تھا مگر تا وقت ظہور خطا اپنی کرم سے محروم نہیں رکھا بلکہ یہ
ظہور خطا بھی حجت کو اپنی تمام کرتا رہا اوس طرح حضرت کو بھی علم اور
یوسفانی کا تاگر بدون ظہور یوسفانی اگر توقف جانمین فرماتے تو اول
لوگوں کی کہنی کو ہو جاتا کہ ہم بیعت کیواسطی حاضر تھی اور ہماری بدست
نہ فرمائی اور جب آپ تشریف لیکے تو درپے جان اور طالب خون عثمان
ہوئے اور کہنی لگے کہ حسب طرح عثمان پیاسا مارا گیا اوسی طرح ہم تمہیں
بھی مارینگے اور جب مدینہ میں خبر قتل حضرت پہونچی تو کہتی تھے کہ وایحیہ
وایحیہ عثمان یعنی یہہ آواز گریہ و بکا مثل آواز گریہ و بکا اوس وکی سے تھے
عثمان مارا گیا اور بلاوری جو آپکا بڑا عالم ہے وہ نکلتا ہے کہ بعد شہادت
بناب سید الشہداء عبداللہ ابن عمر نے یہ پد کو نکھا کہ حسبیت عظیم حادث

عادت ہوئی بسبب قتل امام حسینؑ نے جو اب میں لکھا عبد اللہ بن
 عمر کو کہ آئی احمق ہم مکافات نفیس میں اور فرشتہ لطیف میں باطمینان
 سیر کرتے ہیں بسبب شہادت اوس جناب کے اگر حق ہمارا ہے تو ہمیں
 پہونچا اور اگر حق اونکا تھا تو جو نہیں کیا اوس طریقہ کو پہلی تمہارے باپ
 نے جاری کیا ہے اور یزید نے سر مبارک حضرت کو دیکھ کر کہا تھا بیت
 اشیاخی بیدر شہدوا یعنی کاشکے میری بزرگوار جو بر زمین ماری گئے
 وہ دیکھتے آپکے سر مبارک کو پھر اس صورت میں مقام نقیہ کیا باقی رہا
 تھا اسلئے کہ خواہ مخواہ اونکو قتل کرنا حضرت کا منظور تھا علاوہ اسکی شہادت
 میں آپکی بہت سے مصلحتیں تھیں کہ ظاہر ہو سن ثل اسکی ہزاروں کفار دخل
 نارہونے اور شقاوت و کفر باطن ہی امیہ کا آشکار ہوا اور شقاوت و کفر
 عمر سعد و شمر ذی الجوشن کا کہ اہل سنت کے نزدیک نفثہ و تابعی اور اوسنے
 محدثین سے میں ظاہر ہوا اور استیعاب میں عجیب بات لکھی ہے کہ انکے راویوں
 شیطان ہی معاذا اللہ من ذلک پھر اس صورت میں آپکے یہانگی رواہین
 جو کہ باعث اعتراض افعال معصومین ہوتے ہیں اوسکا راوی ہونہو
 شیطان ہے فقط

سوال امامونکو علم ماکان و مایکون ہوتا ہے تو اس آیت کے اور ہوا
 اسکے اور ایسی ہی آیتوں کے کیا معنی ہوتے ہیں قل لا یعلم من فی السموات
 والارض لغیب الا اللہ اور اگر نہیں تو پھر اس عقیدہ کی کیا وجہ ہے
 اور کلینی اور ثنیون کا کیا جواب ہے فقط

جواب پیشک انبیاء اور ائمہ علیہ السلام کو بالفاظہ و اعلام حق تعالیٰ علم
ماکان و مایکون حاصل ہوتا ہے اور اس میں ضافات ساتھ کسی آیت
کے معلوم نہیں ہوتے ہیں

سوال اماموں کی موت اور ان کے اختیار میں ہے اذاجلہم لا ینزلنا
ساعۃ ولا ینتقلون اور نہیں تو اس عقیدہ فاسد کے کیا بنا ہی
جواب اگر اختیار کے معنی یہ ہیں کہ ائمہ علیہم السلام موت کو اپنی پسند
کرتے ہیں تو اس میں کچھ شک نہیں کہ ائمہ علیہم السلام ملاقات خدا کو اور
سراسر جاودانی کو اس ازفانی پر اختیار کرتے ہیں اور اگر جہی ارادہ
و قدرت کے ہے تو بنا بر مذہب شیعوں کے یہ درست نہیں البتہ اس عقیدہ
فاسدہ کو اہل سنت ثابت کرتے ہیں جہاں یہ تفسیر کبیر میں منقول ہے کہ جب ملک
الموت حضرت موسیٰ کے قبض روح کی واسطی آتی تو حضرت موسیٰ نے غصہ
میں آکر ایسا طمانچہ مارا کہ ملک الموت کی آنکھ جاتی رہی ملک الموت نے خفا
کی درگاہ میں جا کر شکایت کی کہ خداوند اقدس نے مجھے عجیب بندہ کی پاس پہنچا
کہ موت کو نہیں چاہتا ہے اور قاضی عیاض نے کہ علامہ اہلسنتین
سے ہے اونہوں نے بھی کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے اب دیکھنی اپنے
مذہب فاسد کی باتوں کو کہ کئی وجہ سے تاشا گاہ سے آگے تو یہ کہ حضرت
عزرائیل کا پہرانی مقصود خلاف عادت اورنگے ہوا دوسری یہ کہ وقت
اجل میں تاخیر ہوئی اور مخالف اذاجلہم لا ینزلنا الخ عمل میں آیا تیسرے
ملک الموت کو یقین تھا کہ روح موسیٰ وغیر موسیٰ کی تو میری ہی ہاتھ میں

پہ کون خوف اور نکلوا حق ہوا تھا کہ ایک ہی طمانچہ سے بدو دن قبض روح
 کے، اپس آئی اور خدا سے فریاد کرنے لگی آپ تو کلام حق تعالیٰ میں انبیا
 اور ائمہ علیہم السلام کے بیان تو آپ نے تعقیب ملک الموت کا ثابت کر دیا
 چوتھی یہ کہ حضرت موسیٰ نے اگر اس قدر ملاقات خدا کو بڑا جانا کہ فرستادہ
 خدا کو بدو دن قبض حکم کے پیر دیا اور آنکھوں کو اوٹکی اندھ ہی کر دیا تو یہ امر
 شان مخبران اور الوعزم سے بعید ہے پھر تو ہزار جان سے مشتاق حق تعالیٰ
 کے رہا کرتے تھے باوجودین یہ کہ بچا رہ ملک الموت تو بفرمان خدا آئی ہرگز
 ایسا کیا تصور ہوا کہ سراباب بوی اور اگر کوئی کینہ پیشتر سے تھا تو اوسکو
 بیان فرمائی پھر بدو دن کا مرتبہ تو بڑا ہوتا ہے ایک ایک ادنیٰ کیا سب سے آپکی
 کتابوں میں اختیار موت اور حیات کا ثابت کیا ہی فتوحات مکی میں لکھا ہوا
 ہوا ہے کہ کسی بادشاہ کی لڑکی ہار ہوئی تھی شیخ محمد الدین عربی کو اطلاع ہو
 یہہ گئے اوسکو دیکھ کر شیخ نے کہا کہ اسکا تدارک جلد کر دالانا تاہم سی جانے
 رہیگی بادشاہ نے کہا جو حکم ہو ہم بجالائیں شیخ نے کہا اسکی دیت کامل دیکر اوسکو
 مول لیں جو بچا سکی جان کنی موقوف ہو گئی اور دختر بادشاہ نے آنکھ کھول کر
 شیخ پر سلام کیا شیخ نے کہا کہ خوف نکر و لیکن اتنی بات ہے کہ ملک الموت بعد انکی
 پرتے نہیں مین لکن اپنا حق ہم سے مانگی گے اور جب تک ایک جان نہ لیں گے
 پھر شکے نہیں میری ایک دختر ہے کہ میں اوسکو تجھ پر فدا کرتا ہوں بعد اوسکے
 ملک الموت سے کہا کہ تم بغیر جان لیے جاتے نہیں یو میری لڑکی حاضر ہے
 ایسا کہ مینی دختر بادشاہ کو مختاری سے مول لے لیا ہے بعد اوسکے شیخ اپنی بیٹی

پاس مثل بلائی ناگہانی آئی اور مہی سے کہا کہ مجھنی اپنی جان بھی بچھین دو
 مہی نے اونکی کہا کہ میری جان حاضر ہے اور سیوقت ملک الموت سے اوہو
 نے کہا کہ اوسکی جان لی لو وہ فوراً لگئی دیکھنی اسمین کس قدر اختیار
 حاصل میں آگے تو حضرات اہل سنت نے درجہ امامت ہی کو غضب کیا
 اب عالم بالا پر ہی ہاتھ پونچا کر چاہنی میں کہ منصب موت و حیات کو ہی
 حق تعالیٰ سے چھین لین معاذ اللہ اپنی تین انہوں نے مشتری اور خدا کو
 بائع قرار دیا حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اشتري من المؤمنین
 انفسهم یعنی تحقیق کہ اللہ نے سول ایسا ہی مومنین سے نفسوں کو اونکی
 اور یہاں یہ دعویٰ کرتے ہیں خدا سے سول لینے کا معاذ اللہ بندہ ضعیف
 تو مالک ہوا اور مالک عالم زمرہ دست فروشوں میں محسوب کیا جاویں
 کلام اللہ کو بہ نظر تامل دیکھا کبھی جہاں یہ آیت ہے اذ اجاء اجلہم
 انخ ومان یہی ہے بحوالہ ما ایشاء ویشئت وعندہ ام الكتاب
 بہلا اگر اسی نہ دیکھتے تو گلستان تو دیکھنی کہ مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی
 کیا فرماتی ہیں سہ گرجہ کس بی اجل نخواہد مردہ تو مردمان اذور باد
 سوال متہ اگر جائز ہی تو آیت الا علی ازواجہما و ما ملکت
 ایمانہم کی نفی ہو تا ہے کیونکہ متہ کی عورات باتفاق شیعہ نہ منجہ
 ازواج ہے اور نہ منجہ ما ملکت ایمانہما اور اگر جائز نہ ہو تو پہرہ فضائل
 کیونکر حاصل ہو سکتی ہیں اور اگر نفیر سے استدلال کرتے ہو تو وہ حد
 متواتر نہیں جو ناسخ کلام اللہ ہو دوسرے وہ حکم منسوخ ہو چکا نہیں تو

اسی تو کم ہی نہیں کہ احتمال ہی بہر حال متبہاری پاس کیا دلیل ہی کہ
وہ حکم باقی ہے احتمال یہہ ہی تو ہے کہ اس آیت کا حکم چون کا توں
ہو فقط برای چندی بوجہ ضرورت رخصت ہو گئی ہو علاوہ برین
آیہ والمحصات من النساء کو بوجہ علت منسوخ نہیں کر سکتی کیونکہ
برعم شید فما استمتعتم بهمن فأتوهن اجورهن فریضہ
اوس آیہ پر مستفزع ہے اور یہی آیت دشا ویزمتہ ہے مگر ہم پوچھتی ہیں کہ
حدت والی عورت محصات میں داخل ہے یا نہیں اگر داخل ہی تو
یہ فی نفسہ جسی احصان کہی بروجہ بقای نکاح کے تو کہہ نہیں سکتی کیونکہ
نکاح ایک امراضانی وجودنا کہیں پر موقوفی ہوگی تو بوجہ محافظت نسبت
ہوئی لکن اس صورت میں محصنین غیر مسافحین کے معنی لینی سے احصان
ملو نظریگا پہر آپہی فرمائی متو میں یہ بات کہاں ہے اگر ہوتی یہاں
عدت ہوتی اگر مستعدہ داخل محصات نہیں تو فرمائی کسوجہ سے اوسکا
نکاح ممنوع ہے حالانکہ پہر ارشاد موجود ہے احل لکم ما وراء
ذلکم اس صورت میں یوں ہی نہیں کہہ سکتی کہ بعد محصات میں تو
داخل نہیں تو آیہ والذین یتوقی منکم سے اسکی حرمت ثابت ہے
چنانچہ اہل علم پر ظاہر ہے جواب معقول عنایت ہو ورنہ حرمت متو کا
افزار کیجی فقط

جواب متو تو پیغمبر خدا کے عہد میں باتفاق فریقین جائز تھا صحیح بخاری
و تفسیر کبیر و تفسیر غیشا پوری میں کہ کتب معتبرہ اہل سنت سے ہے عمران

ابن حصین سے منقول ہے کہ آیہ متعہ نازل ہوا قرآن مجید میں اور کہے
 آیت الیہ بعد اسکے نازل نہیں ہوئی کہ آیہ متعہ کو نسخ کر دی اور حکم کیا متعہ
 کا ہکو رسول خدا نے اور متعہ کیا ہمیں اور سوقت کہ ہمراہ رسول خدا آئے تھے اور
 ہکو منع نہیں فرمایا بعد اسکی ایک شخص نے اپنی راسی سے جو چاہا سو کہا
 اور صحیح مسلم میں خلیفہ زادہ عبداللہ ابن عمر سے منقول ہے کہ ہم متعہ کرتے تھے
 ایک مشت خرما اور آٹے پر مدت تک زمانہ رسول خدا میں اور عہد ابی بکر میں
 یہاں تک کہ منع کیا عمر نے مقدمہ میں عمر و ابن حدیث کے اور صحیح ترمذی میں عہد
 عبداللہ ابن عمر سے منقول ہے کہ ایک شامی نے سوال کیا متعہ سے عہد اللہ
 ابن عمر نے کہا وہ حلال ہے شامی نے کہا کہ تمہارے باپ نے متوسی منع
 کیا ہے عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ اگر سیری باپ منع کریں متعہ سے اور کیا
 اوسکو رسول خدا کی تو ہم سنت رسول خدا کو چھوڑ کر پیروی اپنے باپ کے
 کیوں کرنے لگے اور طبری نے خود عمر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تین
 چیزیں عہد رسول خدا میں تھیں ایک متعہ حج اور دوسرا متعہ عورتوں کا اور
 تیسری حتی علی خیر العمل اذان میں اور یمینوں امرون سے یعنی منع کیا اور تارک
 الخلافہ بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ پہلی حسنی منع کیا متعہ سے وہ عمر سے ہیں حضرت
 کی عہد سے ابو بکر کے عہد تک بلکہ عہد عمر تک تا وقت ممانعت عمر کے متعہ کا جو
 ثابت ہوتا ہے پہر نسخ کسوقت ہوئی اور اسوقت تک کا ہی میں داخل تھے
 محضات میں تھی یا نہ تھی یا ملکیت میں داخل تھی یا از ولج میں اور لکن اصل
 نسخ پس اگر ایسا ہی ہے تو تارک الصلوٰۃ بھی کہہ سکتی ہیں کہ شاید آیہ صلوٰۃ ہو

ذر الیقین لانیہ دل الایمان کو یہی حسیانین لائی اور قاصدہ انصاف پر ہی نظر
 لیجی اور آپ بی شیعہ کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا صرف آپ کی بنا توہیات
 باطلہ و مغریات حاطہ پہ ہے شیعوں کے نزدیک تمتع بہا ازواج میں داخل ہے
 اور مدت عدت اوسکی واسطی معین ہے قرآن مجید میں نکاح میں قسوں
 پر سورۃ النساء میں مذکور ہوا قسم اول نکاح و ایہی زن آزاد کے ساتھ
 شروع سورہ میں بیان ہوا اور اوسیکے ضمن میں حکم کنیز و نکاح جو بدو
 نکاح کے خدمت میں آوین ذکر کیا گیا ہے چنانچہ قول حق تعالیٰ و اب
 حنتم سے لیکر ہنیشا مرثا تک اس پر وال ہے قسم دوم نکاح منقطع ہے
 زن آزاد اور کنیز کے ساتھ کہ وہ بھی بعد اسکے کہ نواج اور طہات نکاح
 بیان ہو چکی اسی سورہ شریفہ میں مذکور ہے ا قال اللہ تعالیٰ و احل لکم
 ما وراعدکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین بنا استعتہ
 بلہ صنف فاقوہن لجرہن فریضۃ و لا جناح علیکم فیہا تراضیتہم بہ
 من بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیمایا یعنی حلال کی گئی ہے واسطی ہا
 منجانب خداوند عالم وہ چیز کہ سوای انکے ہے کہ جنگی حرام ہو نیگا اور مذکور
 ہوا یہ کہ طلب کر دو تم اوسے ساتھ اموال اپنے کے در حالیکہ عقد کرنا
 اپنی تین زنا سے بچانی والی ہو یعنی اپنی مال کو اون زنان محرمہ کے سوا
 جو میں اوسکے مہرون میں صرف کرو و بعد اور صرف نکرو بدو عقد کہ وہ زنا
 ہو گا پس جو کہ طلب متعہ کری تم اسے ساتھ اوسکے اون عورتوں میں سے
 پس دو تم اونکو مہر اونکا در حالیکہ وہ مہر فرض ہے تم پر اور کچھ وبال اور

گناہ تم پر نہیں ہے اوس چیز میں کہ آپس میں تم زن و مرد راضی ہو ہی ہو
 ساتھ اوسکی بعد مہر واجب کے تحقیق کہ حق تعالیٰ دانا ہے ساتھ تمہارے
 مصلحت کے اور حکیم ہے کہ متہ کو مباح کیا واسطے منفعت تمہاری کے قسم
 سوم نکاح دایمی ہے کنیزوں کے ساتھ کہ بعد اسکے سورہ موصوفہ میں حق تعالیٰ
 نے ذکر فرمایا ومن لم یستطع منکم طولا سے لیکر واللہ عفور رحیم
 تک ہیں یہ آیت جو مستفتی نے سورہ موسیٰ میں سے لکھی ہے اوس میں ازواج
 تینوں قسم کے مقصود ہیں خواہ حرہ منکوحہ ہو بہ نکاح دایم اور خواہ حرہ ہو
 یا کنیز کہ منکوحہ ہو بہ نکاح منقطع یعنی متہ اور خواہ کنیز ہو کہ منکوحہ ہو بہ نکاح دایم
 اگرچہ نکاح کنیزین دایمی ہو یا منقطع اجازت مالک کی درکار ہے اور اگر
 یہی آپ کے فہم کا مال ہے تو فرمائی کہ جو یہی زنا سے یہ اسوا اگر نبات میں داخل
 ہی تو ترکہ سے کیوں محروم ہوتے ہے اور اگر نہیں ہے تو حرمت نکاح
 اوسکے ساتھ اوس شخص کا جسکے نطفہ سے وہ پیدا ہو ہی ہے کہ انسی
 ثابت کیجی گا فقط

سوال منکوحۃ الاب یا ام ولد سے متہ جائز ہے یا نہیں اگر نہیں ہے
 تو کیا دلیل ہے آیہ ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم سے تو مانعیت فقط نکاح
 ثابت ہوتے ہے اور اگر جائز ہو تو نکاح میں کیا نقصان تھا فقط
 جواب جبکہ متمنع بہا منکوحہ بہ نکاح منقطعہ ہے تو لا تنکحوا کے تحت میں
 داخل ہو جاو گی لکن مانعیت نکاح دایمی ساتھ ام ولد والود کے جس آیت
 سے آپ ثابت کرنیگی اوسے آیت سے ہم مانعیت متہ کی یہی اوسکے ساتھ ثابت

کریگی آپ تو بیان منسی جو از مستعد کو پوچھنی میں مگر اپنے کتاب کو آپ ^{جملہ}
 فرمائیے فی الهدایۃ من تزوج امرأة لا یحلّ له نکاحها بان کا
 من ذوی محارمہ بنسبہ کامتہ او بنسبہ فوطاھا المرحب علیہ
 المحدث عند ابی حنیفہ وسفیان الثوری وزفران قال علت
 القضا علی حرام یعنی جو شخص کہ عقد کری کسی عورت سے کہ اس کے ساتھ نکاح
 کرنا حلال نہواستطرق سے کہ وہ عورت محرم اس کے براہ نسب مثلاً
 بیٹی کے ہووے اور اس کے ساتھ ہم بستر ہووی تو اس پر حد واجب نہوے
 نزدیک ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور زفر کے اگرچہ کہی وہ شخص کہ محکم
 علم تھا کہ وہ مجہر حرام ہے فقط

سوال لواطت زنا جو مذہب شیعہ کے موافق جائز ہے اور دین میں
 سے جائز ہوتی ہے یا نہیں یا یہ پاکبازی اور سنت قوم لوط خاص
 مذہب شیعہ ہی کے لئے رکھی تھی فقط

جواب یہ بدعت تو آپ کے بیان جاری ہے شیعہ تو اسے افح
 جانتے ہیں اور آپ لوگ تو اپنی منہائی عمر تک اسے افح سمجھتے ہیں فتاویٰ
 قاضی خان میں مذکور ہے اذا اولج رجل رجلاً فعليه القضاء ثم
 الغسل انزل اولہ یزول ولا كفارة فيه لانه بمنزلة الجماع فیما
 دون الفرج یعنی جس وقت لواطہ کری کوئی شخص مرد کی ساتھ تو اس پر قضا
 روزہ وغسل دونوں لازم ہیں انزال ہوا ہو یا نہ ہوا اور کوئی کفارہ
 اس پر نہیں ہے اس واسطیکہ بمنزلہ جماع کے ہے غیر فرج میں اور کتاب

رحمۃ اللاتہ میں ہے لو استاجرا مراً لیرنی لھا ففعل بها فوجب علیہ
الحد بالاتفاق الا ما حکى عن ابی حنیفہ اذہ قال لاحد علیہ
یعنی اگر کوئی خرجی دیوی کسی عورت کو واسطی زنا کر نیکی پس زنا کری
تو اس پر حد واجب ہوگی باتفاق جمیع مذاہب مگر ابو حنیفہ کے نزدیک کہ
وہ کہتی ہیں کہ اس پر حد نہیں و فی الهدایۃ وان زنی المصبی و
المجنون بامراتہ طاوعتہ فلا حد علیہ ولا علیہا یعنی ہا یہ ہیں
کہ اگر زنا کرے لڑکانا بالغ یا مجنون کسی عورت کے ساتھ کہ وہ عورت
رضامند ہو دی پس نہ حد اس زانی پر ہے اور نہ زانیہ پر و فی فتاویٰ
قاضی خان قال ابو حنیفہ الوطی فی الدبر لا یفسد الحج یعنی
فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ وطی فی الدبر سے حج باطل
نہیں ہوتا بلکہ درست ہو جاتا ہے فقط اب یہ فرماتے کہ ایسے افعال شنیعہ
کس کے مذہب میں جائز ہیں اور یہ پاکبازوں و سنت قوم کو
مخصوص بذہب اہل سنت ہوئی یا اور کسی مذہب کے اور یہ خرابی بہ
کسیوں کے عمل کے کسی نافرمل میں بقیامت لکھی گئی فقط
سوال لواط کی جواز کے کیا دلیل ہے اگر لفظ فانی شتکم پر اعتماد
تو اس سے تو تعظیم مقام ثابت نہیں ہوتی وقت معہود پر زوجہ کی پشت
اپنی طرف کیلنی کے اجازت نکلتی ہے یا انہیہ جلد نساؤ کم حرث لکم سیئنا
یہ ثابت ہے کہ عورتیں اولاد کی بہتری میں پہر آپ ہی فرماتے کہ بچہ و بزرگ
میں سے نکل سکتا ہے یا نہیں اگر کوئی خاص کرامت زمان مذہب

مین سو تو مطلع فرمائے فقط

جواب یہ تو قاضی خان سے دریافت کھئی اور ابی ششم کی لفظ پر اعتماد اور بچہ و برزن مین سے نکلنے کا استبعاد اسکو اپنے روایات سے دفع کیجئے شیخ جمال الدین سیوطی تفسیر درمثور مین کہتی مین و اخراج اعمام ابن راهویہ فی مسندہ والبخاری وابن جریر عن نافع قال ترا ذات یوم نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انا شتم قال ابن جریر اقدر فیما نزلت هذه الاية قلت لا قال نزلت فی اثبات النساء فی ادبائہن یعنی روایت کی ہے اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند مین اور بخاری اور ابن جریر نے نافع سے کہا اونہوں نے کہی ایک دن یہ آیت پڑھی تھی ابن عمر نے کہا کہ تم جانتی ہو کہ یہ آیت کس مقام مین نازل ہوئی مین کہ نہیں اونہوں نے کہا کہ نازل ہوئی ہے حج مقام وطی فی ادبائہ النساء کے اور تفسیر کبیر مین دو وجہوں سے اسے جائز لکھا ہی کما ہے کہ وجہ اول یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اس آیت مین عورت کو کہتی فرمایا ہے مقام معین کو کہیتی نہیں فرمایا اور اس کے بعد فرمایا کہ فاتوا حرثکم انا شتم پس مراد اس سے یہ ہوگی کہ اپنی عورتوں کے پاس جس موضع سے چاہو دوسری وجہ یہ ہے کہ لگنے والی موضع سے مکان کے واسطی پس معنی اس آیت کے یہ ہونگے کہ جس موضع سے چاہو ہم ستر ہو جیسا کہ کوئی شخص کہے کہ جہان چاہو ہاں میٹھو تو اس مقام سے اختیار سے مواضع کا اور اس سے اختیار مواضع جلوس کا نہیں نکلتا کہ جس موضع

سی چاہو بیس واضح ہو کہ مرد و نکو اختیار حاصل ہے اور اگر مراد ہم
 ہو وی کہ چاہو دو کی طرف سے آویا پشت کے طرف سے آو تو حق تھا
 یون فرماتا کہ اذہبوا الیہ کیف شئتم جبکہ لفظ کیف اس آیت میں
 مذکور نہیں ہے بلکہ ان سے پس ثابت ہوا کہ اختیار موعض میں ہے اور
 عموم الا علی از واجہدا و مملکت ایما لہند ہے موعض اسے
 قول کا ہے اور روایات و احادیث کہ شان نزول اس آیت میں
 معتبر اہل سنت میں مانند صحاح ستہ و دیگر کتب معتبرہ کے منقول میں
 وہ بھی مؤید میں قول مجوز و طی فی الذبر کے انتہی آپ کو جو کچھ پوچھا
 ہوا امام سے اپنے آپ پوچھ لیجئے اور حال کرامت زمان شیعہ کا جو
 اپنے استفسار فرمایا تو انہیں کراہتیں کہاں بان کراہتیں اپنے یہاں
 کے عورتوں کی سننی کتاب رحمۃ اللامہ میں لکھا ہے قال ابو حنیفہ لو
 تزوج وهو بالمشرق وھی فی المغرب وانت بولد لستہ اشھر
 من العقد کان الولد لمحابہ وانکان بینہما مسافۃ لایمکن ان
 یلتقی اصلا لوجود العقد وھکذا فی التفسیر الکبیر یعنی ابو حنیفہ
 کہتی ہیں کہ اگر کوئی شخص عقد کری کہ وہ شخص مشرق میں ہو اور وہ عورت
 مغرب میں اور بعد عقد کے چہ مہینی کی بعد اس عورت کے لڑکا پیدا ہو
 تو وہ لڑکا اسی شخص کا ہے اگرچہ زن و مرد میں ایسا فاصلہ ہو کہ ملاقات
 ان دونوں میں کبھی ممکن نہ ہو وی واسطی وجود عقد کے اور اس طرح
 تفسیر کبیر میں ہے اور فتاویٰ کا فوریہ میں ہے رجل غاب عن امرأ

عشر سنین فتر و ثبت باخرو كانت المرأة تلد كل سنة فالاولاد
للزواج الا قول عند ابی حنیفة وعلیه الفتوی وكن انی رحمة
للامة وخرانة الروایات و غیرها یعنی فتاوی کا فور یہ میں ہے
کہ ایک شخص غائب رہا اپنی زوجہ کے پاس سے دس برس تک اوسکی
زوجہ نے دوسرے سے عقد کر لیا اور اوس عورت کے ہر سال لڑکا
پیدا ہوتا تھا پس جتنے اولاد سے شوہر ازل کی ہو گئے نزدیک ابو حنیفہ کے
اور اسی پر فتویٰ ہے اور ایسا ہی رحمۃ اللامۃ وخرانة الروایات میں ہے
لکھا ہے وفي رحمة للامة قال ابو حنیفة اذا عقد عليها محضو الحاکم
ثم طلقها عقب العقد لستة اشهر الحق به وان لم يكن
هناك امكان وطى وانما يعتبر به ان تاتي لستة اشهر فقط لا اكثر
منها ولا اقل یعنی رحمۃ اللامۃ میں ہے کہ جب کوئی شخص محضو حاکم عقد کرے
اوسکی بعد طلاق دیوی اوس عورت کو بعد عقد کے پس چہ مہینے کے بعد
اولاد پیدا ہووے تو وہ اولاد اوس شوہر سے ملحق ہوگے اگرچہ ہم ستر
مکن نہ ہو وی اعتبار فقط اس بات کا ہی کہ چہ مہینے کے بعد پیدا ہووے ستر
زیادہ نہ کم فقط اب ان کی امارات کو ملاحظہ فرمائی اور اپنے امور کو دیکھو
کی طرف نسبت نہ کی فقط

سوال بانندیون کی فرج کو عاریت دنیا جو علامہ علی کی کتاب ارشاد میں
موجود ہے اسکی کیا دلیل ہے پیرایہ الا علی از واجہہ او ما ملکت ایمانہم
کی مخالفت کا کیا جواب فقط

جوابت فہم کا آپ کے تصور سے لفظ عاریت تو اس کتاب میں ہرگز نہیں
 البتہ موافق قول کرخی کے کہ تلامذہ معتبرین ابو حنیفہ سے ہے نکاح بلفظ عاریت ہوگا
 فی شرح الکفر ولا یعتقد بلفظ الاجارة والا عارة فی الضمیم خلافاً
 للکرخی شرح کنز الدقایق میں ہے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے عقد بلفظ اجارة و عاریت
 بنا بر مذہب صحیح کے مگر مخالفت کی ہے اسکی کرخی نے اور بنظر اسکے کہ اہل سنت
 مال رسول خدا کو عاریت خدا جانتے ہیں تو جواری رسول خدا کہ حضرت کے قصداً
 میں آئین وہ بھی عاریت خدا رسول و نبی اور اس طرح عاریت فروج بنا کر
 اہل سنت کے البتہ لازم آتی ہے اور ممالکت ایماضہ عام سے ملک
 میں اور ملک منفعت سے کہ اگر اہل ان جو آپ کے مذہب کے کتاب معتبر ہے
 زمین تو پر ہے الملك تشتمل علی العین والمنفعة والتخلیل مملکت
 المنفعة ولذلك قال او ممالکت ایماضہ ویؤتیہ۔ وایات
 الاصحاب المتظافرة وحینئذ نقول ملک المنفعة عام من ان یکون
 تابعاً لملك الاصل او منفرداً یعنی ملک شامل ہے ملک عین کو و ملک منفعت
 کو اور تخلیل مالک گروہ اتنا ہے منفعت کا اور اسی واسطی فرمایا حق تعالیٰ نے اس
 ممالکت ایماضہ اور موتیہ میں اسکی روایات اصحاب جو متواتر ہیں اور
 اس وقت میں کہیں گے ہم کہ ملک منفعت عام ہے اسی کہ وہ تابع ہو واسطی
 ملک اصل کے یا منفرد ہو یعنی اصل کا مالک ہے یہ خود اسی جہت سے نفع کا
 مالک ہوا یا مالک اصل کا نہیں ہے فقط نفع کا مالک ہے انتہی اور غناوری
 حاویہ میں ہے و قسین کی ہیں اور شرح طحاوی میں ہے قال الشیخ الامام

التملیک علی ضربین تملیک منفعة و تملیک عین و کل وجه علی
 و جہین اما انیکون ببدل او بغیر بدل فتملیک العین ببدل
 هو البیع و تملیک العین بغیر بدل الهبة والصدقة والوصیة
 وما اشبه ذلك و اما تملیک المنفعة ببدل فهي الاجارة و اما تملیک
 المنفعة بغیر بدل هي لعاریة یعنی کہائے شیخ امام نے کہ تملیک بغیر مالک
 گردانہ دو قسموں پر ہے ایک مالک کرنا منفعت کا اور دوسری مالک کرنا
 عین کا یعنی اصل کا جس سے وہ نفع حاصل ہوتا ہے اور ہر صورت دو طریق
 پر ہے یا تو یہ کہ بعض کسی چیز کے ہو یا بدون عوض کے ہو پس اگر اصل
 کا مالک کیا ہے بعض کسی چیز کے تو وہ بیع ہے اور اگر اصل کا مالک کیا
 ہے بدون عوض کے تو وہ ہبہ ہے اور صدقہ ہے اور وصیت ہے اور
 جو چیز مشابہ اس کے ہو اور لکن مالک کرنا منفعت کا بعض وہ اجارہ ہے اور
 مالک کرنا منفعت کا بغیر عوض وہ عاریت ہے اب صاحبان انصاف
 دیکھیں کہ عاریت فروج کو کون جائز رکھتا ہے اور نسبت کرنا اس کے
 امامیہ کے خطا ہے فقط

سوال مواعظت سے بیوت نسب کی وجہ تعلیم فرمائیں تو بڑی عفت
 جواب یہ تو ابو حنیفہ سے پوچھنی کہ وہ لواطہ سے نہ حج کو فاسد جانتی
 میں اور نہ کفارہ کو حال صوم میں لازم جانتی ہیں اور سب سے زیادہ
 آپ کی شکل ہو گے بیان وجہ ثبوت نسب اور عورتوں کے اولاد کے جو
 اپنے شوہروں سے ہم بستر نہیں ہوئیں مگر یہ کہہنی کہ اولی شوہروں نے

نفقات کی بدلی نطفہ کا منی اڈر کیا ہوا اور زمان اہل خواج نی او سے اپنی کہیہ
 میں امانت رکھ لیا ہو مگر نیانت وکی بہ نسبت شوہر ثانی کے ثابت ہوگی کہ وہ بچا
 مثل صد اہل کے کشاکش بجد میں گرفتار رہا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوا اور بچا
 اول تھی باقی رہی فقط

سوال آیہ وجوہ یومئذ ناضرة الی ربہا ناظرۃ دیدار خداوندی بہ
 شاہد ہے اور لفظ الی کو معنی نسبت لینا جو تیونسے کان کا ثنا ہے کیونکہ اول
 ناظرۃ فرمایا اوس سے صاف ثابت ہو گیا کہ نغای خداوندی کے استمال
 تک کی نوبت آگئی اوسکی ہر نعمتوں کے دیکھنے کی کیا حاجت تھی جو یہ
 ترقی عکس ایسی کلام بحر نظام میں نہی بائیمہ آیہ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون
 کا کیا جواب دو گے اور آیہ لا تدانکہ الا بصار پر نظر ہے تو وہ سالہ جزیمہ
 سے بائیمہ سلب اور اک پر دلالت کرتا ہے نفی رویت پر دلالت نہیں
 کرتا علی ہذا القیاس لن ترانی عدم قابلیت البصار دنیوی حضرت ہوئی
 ثابت ہوتی ہے عدم دیدار ثابت نہیں ہوتا بان اگر لن ارائی بصیفہ
 مشکم محجوب ہوتا تو خیال بجاتہا اور اگر رویت اور البصار کے لئے خواہ مخواہ
 تقابل کی ضرورت ہے اور اسوجہ سے تامل ہے تو اول تو خدا کی بصیرت نے
 کے لئے ہمانسی تقابل لاو گے دین سے اوسکی دیدار کی لئی ہی سی اگر ضرورت
 ہوگی تو البصار کے لئے خدا کو یہی ہو گے کیونکہ تقابل تو طرفین سے ہوتا ہے
 بائیمہ سامنی کا مکان سامنے کی جہت بطرح بی جہت اور بی مکان
 سامنے ہی ایسی ہی خدا کے لئے ہو تو کیا عجب ہے پر کلام اللہ کی تکذیب

لیون کجاتی ہے فقط

جو آپ اصلاح قرآن مجید میں آپ کا کام ہی ناظرہ اول ضاوح ہے
 و سکو آپ طاسے سمجھے یہ تو فہم کا حال اوسکے اوپر دعویٰ تصنیف کا نیست
 خدا و رسول میں تو جوتیوں سے لوگوں کے چہرہ بگڑ گئے ناک تک کا نشان
 یہ معلوم ہوتا تھا کان کو کون پوچی اپنی کتا بونکو تو دیکھئے کہ مخالفت
 رسول کا کیا صلہ ہوتا ہے ترقی معکوس نہیں ہے مگر ترقی معکوس ہیہ آ
 سچ کہ ربیع الاربعین رحشری نے باب سادس و سبعین میں لکھا ہے
 کہ انزل اللہ فی الخمر ثلاث آیات یسئلونک عن الخمر والمیسر
 فكان المسلمون بلین تارک و شارب الی ان شر بہا رجل و
 دخل فی الصلوة فجر فزلت یا ایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوة
 و انتم سکاری فشر بہا من شر بہا من المسلمین حتی شر بہا امر الی
 ان قال فبلغ ذلک رسول اللہ فخرج معضبا یجتر و داقہ فوقع شیئا
 کان فی یدہ لیضربہ فقال اعوذ باللہ من غضب رسولہ فزل
 امتا یرید الشیطان یعنی حق تعالیٰ فی نازل کہین شراب کے بارہ میں
 آیتیں ایک تو یسئلونک عن الخمر و المیسر الخ پس کچھ مسلمانوں نے
 ترک کیا اور کچھ لوگ بیٹے رہے یہاں تک کہ ایک شخص نے پیکر ناز پڑھے
 اور ہزیان بکنی لگائیں نازل ہوئی دوسری آیت یا ایہا الذین
 امنوا لا تقربوا الصلوة انکم اسکے بعد ہی شراب پی چکے ہو یا تم اسکا
 میں سے یہاں تک کہ شراب پی عمر نے پس یہ خبر پہنچی رسول خدا کو پس ۔۔

حضرت غضبناک برآمد ہوئی کہ روای مبارک خاک گیرے تھے تھی پس جو
چیز آپ کے ہاتھ میں تھی اوسکو آپ نے اوٹایا تاکہ مارین عمر کو پس عمر نے
کہا کہ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ خدا کے غضب سے اوسکی رسول کے پس
یہ تیسری آیت انما یرید الشیطان ان یرحمہ نازل ہوئی چنانچہ ایک طرف سے
کہ مرجع وضع و شریف میں اس مقام پر خطاب کر کے طرف حضرت عمرؓ
اتحاد کے یہ شعر فرمایا ہے سے اسی نصف دوران تو نگہ کن قرآن بحال
تو مرقضی نباشد کیساں در شان وی انما یرید اللہ است در حق تو انما
یرید الشیطان اور کلام اللہ عن ربہم ان یرحمہ مضاف ہے اسی رحمتہ ربہم
جیسا کہ واسال القرۃ کا حال ہے چنانچہ حسن و قتادہ کہتی ہیں کہ اسکے
معنی ہیں ممنوعون عن رحمة ربہم یعنی منع کئے جاوینگے رحمت پروردگار
سے اور ابی سلم سے منقول ہے نحو و مومن عن ثوابہ قضیت عجیبة
جولقد س کہ الالبصار میں آپ نے پیدا کیا ہے تو وہ سلب عموم پر دل
نہیں بلکہ عموم سلب کا مفید ہے اور اختصاص نے حال و دن حال کا اثبات
چاہئے وللمیثبات آیہ وما اللہ یرید ظلما للعباد وما علی المحسنین
من سبیل میں جمع محلی باللام پر نفی وارد ہے اور وہ مفید عموم ہے در
حقیقت نفی میں ہی اور اثبات میں ہی بلا خلاف بان اختلاف اس میں
ہے کہ لفظ کل پر جو نفی وارد ہو تو آیا وہ مفید عموم ہے یا نہیں مگر قرآن
مجید میں تو وہی دال عموم پر ہے واللہ لا یحب کل مختال فخور
قرآن مجید میں موجود ہی اور اس سے عدم مقصود ہے علامہ قوشچی شرح تخرید

میں کہتی ہیں کہ ادراک کے دو معنی ہیں ایک ایسی وجہ پر کہ حساب
 بجا بن مری ہووے اور دوسرے ادراک بجا رہ مخصوصہ اور
 وہ دو صفت نقص ہیں لکن اول پس ظاہر ہے اور دوسرے پس اس لئے
 کہ ادراک بجا رہ مخصوصہ بدون مقابلہ کے ممکن نہیں تعجب ہے کہ قوت
 مدد کہ آپ کی درست نہیں اوسمین سے ایک باصرہ ہی ہے نظرت الی
 الملہلال فلم ارہ محاورہ عربی سبحان اللہ اب آپ خدا کی سہی بہا پر
 کرنے لگے وہ تو جسمیت سے بری ہے اوسکو حاجت جو اس کی کیا ہے
 وہ ضالو جو اس سے آپ اپنی فرمائے کہ قاذورات اوہام فاسدہ میں
 مبتلے ہیں بصیر کے وہاں معنی تو عالم بالمبصرات کے ہیں یعنی جو چیز تمہارے
 دیکھنے میں بواسطہ قوت باصرہ آتی ہے اوسکا علم اوسکو بدون قوت باصرہ
 آتا ہے اور علم خدا عین ذات ہے اور سامنی کی مکان کی مثال جو آپ نے
 دی ہیں اگر مثل مکان کے ہے تو اس سے لازم آوی گا کہ حق تعالیٰ محل
 حوادث ہو وی اور منقسم ہووے اس لئے کہ جسم تمامہ اپنی مکان میں درآتا
 پس جائز نہیں کہ منقسم ہووے اور حق تعالیٰ ان سب سے بری ہے اور
 اگر مثل جہت کے ہے تو احتیاج محل کی ہو ویگی اسواسطی کہ جہت تو نام
 طرف امتداد کا ہے اور حق تعالیٰ پر یہ بھی جائز نہیں ہے علاوہ اسکے
 آگے کی جہت میں ادراک حاسہ بھر ضرور ہے اور وہ موقوف ہی عدم
 قرب بمفرط و عدم بعد بمفرط پر اور قرب اور بعد صفات جسمیت سے ہیں
 کی جہت اور مکان کی مثال تو ٹھیک نہوی اسواسطی کہ جہت اور مکان کو

آپ دیکھ نہیں سکتے مگر جبکہ آپ اوسکے منشاء انتزاع کو دیکھتی ہیں بسا
 تعجب ہے کہ روح آپکے بدن میں موجود ہے اور بھیت اسکی کہ وہ ممکن
 میں سے ہے آپکو اوس سے ایک مناسبت یہی ہے اور زندگے آپکی اوس
 جہت سے ہے اور ہر وقت موجود رہتی ہے مگر دیکھنا اوسکا آپکو ممکن نہیں
 ہوتا اگر رویت خدا ممکن ہوتی تو یہ وئی فرماتا وہ تو معروف ہے اور
 لہٰذا اُسے جو آپ نے فرمایا وہ صیغہ مجہول کا ہے وہاں مجہول کا کیا کام
 خلاصہ یہ کہ نظر کے تین معنی ہیں رویت انتظار گردش حد چشم و اسلی
 رویت کے اور رویت میں آئینہ چیرین شرط میں اول مینائی دوسری مقابلہ
 درمیان دیکھنی والی کے اور اوس چیز کے کہ جسکو دیکھا چاہتا ہی یا مقابلہ
 اوس چیز کا جو حکم میں اوسکے ہو مثل آئینہ کے تیسرے زیادہ نزدیک نہ ہونا
 چوتھی بہت دور نہ ہونا پانچویں یہ کہ کوئی چیز حایل نہ ہو وی درمیان میں
 اون دونوں کے چہی یہ کہ وہ شفاف نہ ہو مثل ہوا کے ساتویں یہ کہ
 دیکھنی کا ہی ہو وی آٹھویں یہ کہ تاریکی نہ ہو اور جو دان شروط کا
 مستلزم سمیت و مکانیت ہے اور حق تعالیٰ اس سے بری ہے اور رویت
 اوسکی ممکن نہیں ضعیف ہونا اولہ عقلیہ اہلسنت کا رویت حق تعالیٰ
 اونہیں کے علما کے قول سے ظاہر ہے مخیر از می امام ستیان کہتی ہیں
 کہ دلائل عقلیہ اسمقام میں قوی نہیں ہیں علامہ قوشچی دعویٰ اجماع
 کا کر رہے ہیں اسبات پر کہ رویت حقیقیہ تو حق تعالیٰ کے نہیں ہو سکتے
 مگر انکشاف نام علی کا منکر کوئی نہیں باقی رہی دلائل عقلیہ اہل سنت

وہ مستلزم حبیبیت حق تعالیٰ میں درمستور میں تفسیر لوم یکشف عن
 ساق فیدعون الی التجدد میں لکھا ہے سند ابن راہویہ اور طبرانی
 و دارقطنی وغیرہ سے پہلے تصحیح حاکم کے روایت طولانی میں کہ حق تعالیٰ عشر
 میں مسلمانوں سے پہلے گاہ کہ ہر شخص اپنی معبود کی سچی گیا تم کس فکر میں ہو
 مسلمان عرض کریں گے کہ ابھی ہمیں اپنے معبود کو نہیں دیکھا حق تعالیٰ کہیں گے
 کہ اگر تم اپنی خدا کو دیکھو تو پہچان لو گے وہ کہیں گے کہ ہاں ہماری پاس
 نشانی ہے اوس سے شناخت کر لیونگے حق تعالیٰ پوچھیں گے وہ کیا علامت
 ہے جواب میں کہیں گے کہ وہ علامت کہوں اساق گاہ ہے پس حق تعالیٰ
 اپنی ساق نورانی کہہ لی گاہ اوس وقت سب سجدہ کریں گی یہاں تک کہ سب
 سب دروازہ بہشت پر پہنچیں گے تو خداوند عالم اونکی رضا مندی سے
 دریافت کریں گے اوس وقت وہ لوگ خدا سے کہیں گے کہ آپ نے خود
 استیلا کرتی ہیں اوس وقت خدا اس قدر ہنسی لگے کہ ہات اور دانت آخر خدا
 کی دکھائی دینگی اب یہ مقام زیادہ تر قابل خندہ وندان نعمات کہ جو
 کہ رویت کے واسطی ضروری نہ تھی وہ ہی خدا کے لئے ثابت کرنے کے بہر کیف
 جتنی دلیرانہ فیہ المست کے رویت حق تعالیٰ پر میں اون سب سے حبیبیت
 حق تعالیٰ نکلتی ہے اور قابل ہونا حبیبیت حق تعالیٰ کا کفر ہے اور اگر الی کو
 بمعنی ثبوت آپ کے غلط نہ ہو لیون تو ناظرہ کے معنی منتظر ثواب پروردگار ہو لیون
 تفسیر و مستور میں دیکھیں کہ فیہ مناجاتہ ہم یوجع المرسلون میں بجز منتظرہ کے
 اور معنی درست ہیں ہو سکتی ہیں بعضی یہ کہان جو کرتے ہیں کہ ناظرہ کا قاعدہ

وہ مستلزم حبیبیت حق تعالیٰ میں درمستور میں تفسیر لوم یکشف عن
 ساق فیدعون الی التجدد میں لکھا ہے سند ابن راہویہ اور طبرانی
 و دارقطنی وغیرہ سے پہلے تصحیح حاکم کے روایت طولانی میں کہ حق تعالیٰ عشر
 میں مسلمانوں سے پہلے گاہ کہ ہر شخص اپنی معبود کی سچی گیا تم کس فکر میں ہو
 مسلمان عرض کریں گے کہ ابھی ہمیں اپنے معبود کو نہیں دیکھا حق تعالیٰ کہیں گے
 کہ اگر تم اپنی خدا کو دیکھو تو پہچان لو گے وہ کہیں گے کہ ہاں ہماری پاس
 نشانی ہے اوس سے شناخت کر لیونگے حق تعالیٰ پوچھیں گے وہ کیا علامت
 ہے جواب میں کہیں گے کہ وہ علامت کہوں اساق گاہ ہے پس حق تعالیٰ
 اپنی ساق نورانی کہہ لی گاہ اوس وقت سب سجدہ کریں گی یہاں تک کہ سب
 سب دروازہ بہشت پر پہنچیں گے تو خداوند عالم اونکی رضا مندی سے
 دریافت کریں گے اوس وقت وہ لوگ خدا سے کہیں گے کہ آپ نے خود
 استیلا کرتی ہیں اوس وقت خدا اس قدر ہنسی لگے کہ ہات اور دانت آخر خدا
 کی دکھائی دینگی اب یہ مقام زیادہ تر قابل خندہ وندان نعمات کہ جو
 کہ رویت کے واسطی ضروری نہ تھی وہ ہی خدا کے لئے ثابت کرنے کے بہر کیف
 جتنی دلیرانہ فیہ المست کے رویت حق تعالیٰ پر میں اون سب سے حبیبیت
 حق تعالیٰ نکلتی ہے اور قابل ہونا حبیبیت حق تعالیٰ کا کفر ہے اور اگر الی کو
 بمعنی ثبوت آپ کے غلط نہ ہو لیون تو ناظرہ کے معنی منتظر ثواب پروردگار ہو لیون
 تفسیر و مستور میں دیکھیں کہ فیہ مناجاتہ ہم یوجع المرسلون میں بجز منتظرہ کے
 اور معنی درست ہیں ہو سکتی ہیں بعضی یہ کہان جو کرتے ہیں کہ ناظرہ کا قاعدہ

وہ مستلزم حبیبیت حق تعالیٰ میں درمستور میں تفسیر لوم یکشف عن
 ساق فیدعون الی التجدد میں لکھا ہے سند ابن راہویہ اور طبرانی
 و دارقطنی وغیرہ سے پہلے تصحیح حاکم کے روایت طولانی میں کہ حق تعالیٰ عشر
 میں مسلمانوں سے پہلے گاہ کہ ہر شخص اپنی معبود کی سچی گیا تم کس فکر میں ہو
 مسلمان عرض کریں گے کہ ابھی ہمیں اپنے معبود کو نہیں دیکھا حق تعالیٰ کہیں گے
 کہ اگر تم اپنی خدا کو دیکھو تو پہچان لو گے وہ کہیں گے کہ ہاں ہماری پاس
 نشانی ہے اوس سے شناخت کر لیونگے حق تعالیٰ پوچھیں گے وہ کیا علامت
 ہے جواب میں کہیں گے کہ وہ علامت کہوں اساق گاہ ہے پس حق تعالیٰ
 اپنی ساق نورانی کہہ لی گاہ اوس وقت سب سجدہ کریں گی یہاں تک کہ سب
 سب دروازہ بہشت پر پہنچیں گے تو خداوند عالم اونکی رضا مندی سے
 دریافت کریں گے اوس وقت وہ لوگ خدا سے کہیں گے کہ آپ نے خود
 استیلا کرتی ہیں اوس وقت خدا اس قدر ہنسی لگے کہ ہات اور دانت آخر خدا
 کی دکھائی دینگی اب یہ مقام زیادہ تر قابل خندہ وندان نعمات کہ جو
 کہ رویت کے واسطی ضروری نہ تھی وہ ہی خدا کے لئے ثابت کرنے کے بہر کیف
 جتنی دلیرانہ فیہ المست کے رویت حق تعالیٰ پر میں اون سب سے حبیبیت
 حق تعالیٰ نکلتی ہے اور قابل ہونا حبیبیت حق تعالیٰ کا کفر ہے اور اگر الی کو
 بمعنی ثبوت آپ کے غلط نہ ہو لیون تو ناظرہ کے معنی منتظر ثواب پروردگار ہو لیون
 تفسیر و مستور میں دیکھیں کہ فیہ مناجاتہ ہم یوجع المرسلون میں بجز منتظرہ کے
 اور معنی درست ہیں ہو سکتی ہیں بعضی یہ کہان جو کرتے ہیں کہ ناظرہ کا قاعدہ

وہ مستلزم حبیبیت حق تعالیٰ میں درمستور میں تفسیر لوم یکشف عن
 ساق فیدعون الی التجدد میں لکھا ہے سند ابن راہویہ اور طبرانی
 و دارقطنی وغیرہ سے پہلے تصحیح حاکم کے روایت طولانی میں کہ حق تعالیٰ عشر
 میں مسلمانوں سے پہلے گاہ کہ ہر شخص اپنی معبود کی سچی گیا تم کس فکر میں ہو
 مسلمان عرض کریں گے کہ ابھی ہمیں اپنے معبود کو نہیں دیکھا حق تعالیٰ کہیں گے
 کہ اگر تم اپنی خدا کو دیکھو تو پہچان لو گے وہ کہیں گے کہ ہاں ہماری پاس
 نشانی ہے اوس سے شناخت کر لیونگے حق تعالیٰ پوچھیں گے وہ کیا علامت
 ہے جواب میں کہیں گے کہ وہ علامت کہوں اساق گاہ ہے پس حق تعالیٰ
 اپنی ساق نورانی کہہ لی گاہ اوس وقت سب سجدہ کریں گی یہاں تک کہ سب
 سب دروازہ بہشت پر پہنچیں گے تو خداوند عالم اونکی رضا مندی سے
 دریافت کریں گے اوس وقت وہ لوگ خدا سے کہیں گے کہ آپ نے خود
 استیلا کرتی ہیں اوس وقت خدا اس قدر ہنسی لگے کہ ہات اور دانت آخر خدا
 کی دکھائی دینگی اب یہ مقام زیادہ تر قابل خندہ وندان نعمات کہ جو
 کہ رویت کے واسطی ضروری نہ تھی وہ ہی خدا کے لئے ثابت کرنے کے بہر کیف
 جتنی دلیرانہ فیہ المست کے رویت حق تعالیٰ پر میں اون سب سے حبیبیت
 حق تعالیٰ نکلتی ہے اور قابل ہونا حبیبیت حق تعالیٰ کا کفر ہے اور اگر الی کو
 بمعنی ثبوت آپ کے غلط نہ ہو لیون تو ناظرہ کے معنی منتظر ثواب پروردگار ہو لیون
 تفسیر و مستور میں دیکھیں کہ فیہ مناجاتہ ہم یوجع المرسلون میں بجز منتظرہ کے
 اور معنی درست ہیں ہو سکتی ہیں بعضی یہ کہان جو کرتے ہیں کہ ناظرہ کا قاعدہ

جب الے کے ساتھ ہو گا تو وہ بمعنی انتظار نہیں ہوتا اس گمان کو قول
 فخر رازی امام ستیان تفسیر کبیر میں باطل کر رہا ہی قال بتحقیق المقام
 فیہ ان معنی قولہم فی الانتظار نظر تہ بغیر صلۃ انما ذلک
 فی الانتظار لچی الا انسان بنفسہ و اذا کان منتظر الرفض و
 معونۃ فقد قال نظریۃ الیہ یعنی تحقیق مقام یہ ہے کہ وہ لوگ جو
 کہتی ہیں کہ نظریۃ انتظار کے معنوں میں بدون صبر کے ہوتا ہے یعنی بدون
 در بیان میں الے کے ہوتا ہی وہ اس مقام پر ہے جیسے انسان اپنے
 نفس کا آپ انتظار کرے اور اگر رفیقوں کا اور یا رونکا اپنے انتظار کے
 توالی کے ساتھ بولتا ہے فقط

سوال آیہ وعد اللہ الذین امنوا منکم من خلافت کا وعدہ ہے
 پورا ہونا تو اوسکا ضرور ہے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے اور اہر و کبھی
 میں تو خلیفہ موصوف باوصاف مندرجہ آیہ مسطورہ سوائی چار اور
 کوئی نہیں ہوا خاص کر لیبید لخصم من بعد خوفہم امناسی تو
 روشن ہے ہو گیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کفار سے پہلی
 خلافت کی کبھی خوف ہی نہیں ہوا اور اگر خاص حضرت علی کو مراد
 ایچے تو مخالفت مدلول الذین امنوا ہر اسلئے کہ اوس سے جمعیت ثابت
 ہوتی ہے نہ وحدت و امام زمان کو مراد لیجئے تو وہ منکم کی مخالف ہے
 اسلئے کہ اسکی موافق تو اوان خلیفوں کا صحابی ہونا ہی ضرور ہے ورنہ
 منہ لفظ بیکار ہو گا اوس سے لغو لازم آئی گا اس صورت میں کیا

وجہ ہے کہ اونکو خلیفہ راست تر نہیں سمجھتی

جواب بیشک وعدہ خدا پورا ہونا چاہی اور اس آیت میں صفات
متعددہ مذکور ہوئے ایک تو ایمان دوسرا عمل صالح اور وعدہ ہوا خدا
کا کہ جن لوگوں میں یہ صفات پائی گئے ہوں گے اونکو واسطرح خلیفہ کر لیا
جیسا کہ خلیفہ کیا تھا اون لوگوں کو جو قبل انکے گزری اور ہر امت خدا کا
کہ لگا اون لوگوں کو اوس دین پر جو پسندیدہ خدا ہی اور بدل دیا
بعد خوف کے اونکو امن دیکھتی یہ صفات آپ کے ثمانہ میں کہاں ہیں
کہ ایمان ساتھ جلالی قرآن و خانہ رسالت کے جمع نہیں ہوتا اور خود
رسول خدا کی بھی تصریح فرمادی تھی کہ نہیں معلوم تم لوگ بعد میری کیا
دین میں ایجادیں کرو گی موافق روایت صحیح بخاری و موطا کے جسکو ہم
اوپر ثابت کر چکی ہیں اور دوسری بروایت عبداللہ بن ہشام منقول
ہے کہ عمر بن الخطاب نے کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے کہ یا رسول اللہ
اے میں سب سے سوا چاہتا ہوں مگر اپنی جان سے حضرت نے ارشاد کیا
کہ ہرگز ایمان دار وہ شخص نہیں ہے کہ جو بھی اپنی جان سے زیادہ عزیز کرے
اوس وقت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو اپنی جانسی ہی زیادہ
عزیز رکھتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ اب اس کلمہ کو کہتی ہو اے عمر یہ مشہور
میں مذکور ہے کیا عملو الصالحات سی ہی مقصود ہے کہ مالک ابن نویرہ و
سعد بن عبادہ و ابوذر غفاری سے صحابہ عدول مقبول رسول مقبول کو
قتل کرو اور انواری اذیت دیوین علاوہ اسکی خلافت تو کی تلاش

کی تعین خلق ہوئی ہے اور خلیفہ جو سابق میں گزری مثل آدم و داود
 او کو خدا نے خلیفہ کیا تھا اور ضرور ہے کہ اس مقام پر یہی خلیفہ من
 جانب اللہ مراد ہو وی اور ظاہر ہے کہ آپکی تینوں خلیفہ من جانب اللہ
 نہ تھی اور ابھی تک روز وفات رسول خداؐ اس دین پر کہ جو پیغمبر
 خدا ہے قدرت حاصل نہیں ہوئی اس واسطی کہ ہزار ہا نبی و نضر
 وار باب علی مختلفہ موجود ہیں پس مراد اس سے جناب امیر علیہ السلام
 اور انکی اولاد اطہار ہی کہ تعین حق تعالیٰ یہ سب کے سب خلیفہ
 میں اور حق تعالیٰ ان سب کو قادر و مامی گا اپنی اس دین پر
 کہ جو پسندیدہ خدا ہے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کو نبی
 و دیگر ائمہ علیہم السلام کو زمان رحبت میں کہ اس وقت جتنی مضامین
 اس آیت کے ہیں سب صادق آونگی اور آیت کریمہ و نوریدان
 من علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلہم ائمة و نجعلہم
 الوارثین و نمکن لهم فی الارض و نری فرعون و هامان
 و جنودہما منہم ما کانوا یحذرون میں طرف ایکی اشارہ ہے اور
 یہاں ہی پتہ امامت کا جو آپ کو نہیں ملتا تھا کلام اللہ سے دیکھ لیجئے
 اور فرعون و هامان اور انکے جنود سے غاصبین حقوق آل محمد صلی
 اللہ علیہ و آلہ معقود ہیں اور اگر یہ آیت مخصوص حضرت موسیٰ ہوتے
 تو حق تعالیٰ منہم نہ فرماتا بلکہ نہ فرماتا اور آیت استخلاف میں جو لفظ رضی
 ہی وہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے حبیبین رضیت لکم الانسلام

دینا ہے کہ نازل ہوئی ہے خمر غدیر میں بعد خطبہ پڑھنی جناب رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے درباب خلافت حضرت امیر کبیر علیہ السلام اوسے ارتضا
 میں اشارہ خفیہ ہے طرف لفظ تفضی کے کہ لقب مبارک اوس جناب کا ہے
 ابن جنبل میں منقول ہے ابن عباس سے کہ قرآن میں جو آیت ایسی ہے کہ اس
 اول میں لفظ الذین امنوا ہے علی علیہ السلام اوسکے سردار اور امیر میں
 اور تحقیق کہ حق تعالیٰ نے عتاب کیا ہے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 قرآن میں اور نہیں ذکر کیا جناب امیر علیہ السلام کا مگر بنکی و خیر اور یہ جو
 آپ نے لکھا کہ حضرت امیر معاویہ نوادگی امارت کا حال سننے جمع الجوامع
 میں ابی عبیدہ سے منقول ہے کہ معاویہ نے خط لکھا تھا جناب امیر علیہ السلام
 کو کہ اے ابوالحسن میری فضایل بہت ہیں اور نیز ابابہ سردار تھا جاہلی میں
 اور میں بادشاہ ہوں اسلام میں اور مامون ہوں مومنین کا اور کاتب
 وحی ہوں پس فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے کہ فضیلتوں کے ساتھ غر
 کیا چاہتا ہے مجھ پر فرزند اوس عورت کا کہ جس نے کلجہ کے ٹکری کہائے اوسکے بعد
 ارشاد فرمایا کاتب سے اپنی کہ جواب اوسکے لکھہ محمد بن النبی بنی و
 وحمزہ سید الشہداء علیہ السلام و جعفر النعمانی و یحییٰ بن یحییٰ بطیمہ مع اللہ الشکر
 و بنت محمد سکے و عمری و مسوط لخمی و یحییٰ و سبط احمد و لدا
 منها و فایکملہ سہم کہی و سبقتکم الی الاسلام طرا
 صغیرا ما بلغت اوان حلی و پس معاویہ نے کیا کہ پیپا و اس خط کو
 اور نہ پڑ ہو والا اہل بیٹام رجوع کر نیکی جناب امیر سے ہو رہے تھے

ربيع الاول میں نکلتی ہیں کہ معاویہ بروز جمعہ خطبہ پڑھتا تھا کہ دفعۃً ریح ہم کو
 معاویہ سے بالائی منبر سبز ہوئی لوگ اس حال کو دیکھ کر رنجیدہ ہوئے
 کہ مہر رسول خدا پر لوگوں کے سانس کی اسطریق کی بی ادبی کی اور سوقت
 معاویہ نے خطبہ میں یہ الفاظ پڑھائی الحمد لله الذی خلق ابدانا
 واکتھار واخلنا وجعل فیہا ریحاً وجعل خروجہا للنفس حتم
 فربما اختلجت فی خیر او اھلنا وانفلت فی غیرہا فہا فلاحناح علی
 جازمنہ ذلک والسلام یعنی ٹھکراؤ اس خدا کا کہ جس نے ہماری بدنوں کو
 پیدا کیا اور ان بدنوں میں روحیں ڈالیں اور اس میں ریحیں بہریں
 اور نکلنا اور ریحوں کا واسطی نفس کے راحت مقرر کیا پس بعض اوقات
 وہ ریحیں بی وقت نکل جاتی ہیں پس خطا واریہیں وہ شخص کہ جس سے
 صادر ہوا وسوقت عصہ بن سوحان اور ٹھکری ہوئی اور کہا صدق
 یا معاویہ ان الله خلق ابدانا الى ان قال جعل خروجهما للنفس
 راحة ولكن جعل ارسالهما في الكيف سنة وعلى المنبر مدع
 یعنی سچ کہتی ہو اسی معاویہ تحقیق کہ حق تعالیٰ نے بدنوں کو پیدا کیا اور اس میں
 ریحیں بہریں اور گردانا نکلنے کو اس ریح کے واسطی نفس کے راحت مگر
 نکلنا اور ریحوں کا جابی ضرور میں سنت سے اور منبر کے اوپر بدعت
 ہے اور سکی بعد کہا اسی ایشام اور ٹھو کہ بتا رہے امیر کا وضو ٹوٹ گیا اور
 نہ تھاری نماز سے نہ انکی نماز ہے یہ کہہ کر مسجد سے اٹھ کر چلی گئی اور یہ
 جو اپنی کنا کہ اگر آمنو اسے مراد فقط جناب امیر علیہ السلام کو بھیجی تو

لفظ انہو کہ بیعت جمع سب کیونکر شخص واحد پر صادق آویگی پس اگرچہ انہو
 سے یہاں مقصود میں جمیع ایہ علیہم السلام مگر آپ فرمائی کہ وہ حدیث
 جو آپ کے بیان منقول ہوئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 کہ ہما مدینۃ العلم وابوبکر یسقیہا و عمر یطافہا و علی بابہا اسیر
 لفظ حیطان جمع ہے اور عمر شخص واحد پر پس یہاں کیونکر بیعت جمع شخص واحد
 پر صادق آئیگا اور یہ جو آپ نے کہا ہے کہ اگر امام زمان کو مراد یعنی تو محکم
 کے مخالف ہے اسکی کہ اسکی موافق تو اہل خلیفوں کا صحابی ہونا ضرور
 ہے تو اوسنی ایہ کریم یعنی یا ایہا الذین امنوا من یقتل منکم ان تمین
 مرتدین کا صحابی ہونا ضرور ہی ہوگا اور لازم آویگا کہ صحابہ مرتد ہو دین
 اور مخالف ہوگا اوس قول کے کہ جو آپ کہتی ہیں کہ جملہ صحابہ عدول نہیں اور
 یہی جاہلی ایہ یا ایہا الذین امنوا اذا طلقوا النساء کہ بیعت جمع وارد
 ہوا ہے اس سے طلاق دینا مخصوص ہو جاوی ساتھ صحابہ حاضرین
 کے اور انکی سوا جو ہو دین اوکی واسطی حکم جو از طلاق باقی نہ ہے
 حالانکہ یہ خلاف شریعت اسلام ہے فقط

سوال ایہ یا ایہا الذین امنوا من یقتل منکم عن دینہ فسنو
 بان اللہ جہنم سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ مرتدین سے جہاد کریں گے
 وہ اللہ کے پیارے اور بڑی کامل ہونگے تو سوا حضرت ابو بکر اور
 انکے ہمراہیوں کے اور کسی نے مرتدین سے قتال نہیں کیا اور خدا
 کو مرتدین کہنا نہایت بی حیائی ہے کہ انکو بدعتی کہتی ہیں مناسب ہے

لیونکہ کانفرنس میں غرض اس میں اور اس میں نبی کے معتقد ہیں فقط
 جواب کے مندرجہ ذیل کا اہل سنت نے اس آیت کے شان نزول میں اختلاف
 کیا ہے بعضوں نے مثل تعلیمی کے کہا ہے کہ یہ آیت نازل ہوا شان میں
 جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے اور مخزومی اور امثال نے
 اس کے سبب شدت تعصب کے کہا ہے کہ یہ آیت نازل ہوا شان میں
 اہل یمن کے اور سند لایا ہے آپ کا امام اپنے قول پر اس روایت کو
 کہ جب یہ آیت نازل ہوا تو لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے پوچھا
 کہ یہ قوم کون ہیں جو مرتدین سے جہاد کریں گی آپ نے دست مبارک کو
 اپنے پشت سلمان پر پھیرا اور فرمایا کہ اس قوم سے مراد سلمان اور قوم
 سلمان ہے اور دوسری روایت ذکر کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و
 آلہ نے اشارہ کیا طرف ابی موسیٰ اشعری کے اور فرمایا کہ وہ قوم ان کے
 قوم ہے انتہی پس اب ملاحظہ فرمائی کہ آپ کے مندرجہ ذیل کے اقوال کے
 بنا بر تو کہیں پتہ آپ کے خلفای ثلاثہ کا نہیں اگر جناب امیر علیہ السلام
 بنا بر آپ کے مندرجہ ذیل کے مقصود میں اور ہی ہی ہی کہ اسی پر اتفاق سنی و
 دونوں کا ہے اور سب پر اتفاق یہ وہی قابل عمل کہ ہوتی ہے اور برقیہ
 نازل اگر اہل یمن ہی مقصود ہوں تو اہل یمن نے تو جہاد کیا ہے باوجود
 جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ برائے تک کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے
 روح کی ہے خطبہ میں اور اپنے دیوان میں اور کہیں سے ثابت نہیں
 کہ اہل یمن نے مقابلہ کیا ہو وہ اس کے خلفاء کے ساتھ ہیں اس سے

نازل ہونا آیہ کا شان جناب امیر علیہ السلام میں ثابت ہوا اور اگر حضرت
 حضرت سلمان مقصود میں تو حضرت سلمان کی تعریف عین تعریف اللہ تعالیٰ
 کے ہے اور ظاہر ہے کہ وہ مطیع جناب امیر علیہ السلام نہ مطیع آپ کے خلفاء
 اور اگر ابو موسیٰ اشعری مقصود ہوں تو وہ مقصود ہونہیں سکتے اور
 کہ حدیث میں تو اتنا ہی ہے کہ قوم ابو موسیٰ اشعری نے مثل حضرت سلمان
 کے نہ فرمایا کہ سلمان میں اور قوم سلمان علاوہ اسکی اس سے یہ نہیں
 نکلتا کہ جو قوم پیدا ہوگی وہ اونہیں مرتبین سے جہاد کری گی بلکہ آیہ سی
 اتنا ہی نکلتا ہے کہ جو شخص دین سے پر جاوے وہ خدا سے پہچا ہو حق تعالیٰ ایک قوم
 پیدا کریگا کہ وہ دوست خدا ہوگی اور راہ خدا میں جہاد کریگی علاوہ اسکی
 بقول آپ کے جو اس مسئلہ کے پہلی مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اصحاب رسول
 صلی اللہ علیہ وآلہ مرتبہ ہی ہو گئی تھے اس واسطے کہ آپ نے اول مسئلہ میں کہا
 کہ وعد اللہ الذین امنوا منکم سے یہ ثابت ہے کہ جنسی وعدہ خلافت
 ہوا ہے وہ صحابی ہی ہوں والا لفظ منکم پکار ہوگی پس اس مقام پر
 بھی کہ یا ایہا الذین امنوا من یوقد منکم الخ پس اس سے مرتبین کا
 صحابی ہونا ضرور ہے والا یہاں ہی لفظ منکم پکار ہو گے ذرا اپنی کتاب
 مغرب ملاحظہ فرمائی اوس میں یہ حدیث لکھی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ نے حق جناب امیر المؤمنین علیہ السلام میں کہ یہ جہاد کریگی کشتن
 سے اور قاسطین اور مارقین سی صاحب مغرب کہتا ہے کہ مرادنا کشتن
 سے وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے بہت کو جناب امیر علیہ السلام کے ٹوڑا اور

عایشہ کو بڑا کر کے لیکے بصرہ کو اونٹ پر سوار کر کے کہ نام اوس اونٹ کا
 عسکر تھا اور اسی واسطی نام اوس لڑائیکا جنگ جمل ہی اور قاسطون بن
 اور اتہل معاویہ میں اسی واسطی کہ اون لوگوں نے تجاوز کیا حق سے جس وقت
 کہ لڑی وہ امام بحق علی بن ابی طالب علیہ السلام سے اور اوس جنگ
 کا نام ہے جنگ صفین اور مارقین وہ لوگ مین کہ خارج ہوئی دین خدا
 سے اور حلال جانا اونہوں نے جنگ کو خلیفہ رسول خدا سے اور وہ لوگ
 عبید اللہ بن وہب اور حرقوص بن زہیر بجلی کہ مشہور ہے ساتھ ذوالشہر
 کے اور اتباع اوسکی اور اس جنگ کا نام ہے جنگ نہروان اور وہ مین
 عراق سے چار فرسخ پر واقع ہے اب دیکھیے کہ خوارج کو مرتد کسنی کہا آپ کی علامت
 فی یا اور کسی نے معلوم نہیں کہ یہہ بیانی سے یا کچہ اور افضاف سی نہ
 گذرے محبت خدا و رسول جو آپ کے خلفا کو تھی اوس محبت کا حال
 تو جو بات سابقہ سے کہ جو آپ کی کتابوں سے لکھی گئی مین بخوبی واضح
 ہو جاوینگی بار بار ذکر کر نیکی احتیاج نہیں ہے قرآن کا جلا نا دلیل
 محبت خدا ہے اور خانہ رسالت مین آتش افروزی کرنا اور رسول
 خدا کی دفن و کفن مین شریک نہونا یہہ دلیل محبت رسول ہے جنگ گاہ
 جہاد سے بہا گنا وہ یہی ایک دفعہ نہیں مکر یہہ دلیل جہاد کر نیکی راہ خدا
 مین اب کہانتک لکھیں یہہ آیت تو کسی طریق سے صادق نہیں آئے
 ہاں اپنی کتابوں سے بزبانی ایسے عالموں کے صفات جناب امیر
 علیہ السلام سنئے صواعق مین ہے کہ جناب امیر علیہ السلام بروز شہرہ

جنت لائی اہل شورہ پر اور فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں خدا کے
ایا کوئی تم میں مجھے زیادہ تر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے قرایت
رکھتا ہے اور ایا کوئی شخص ہے کہ جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنا نفس قرار دیا ہو اور
.. دوسرے فرزند کو فرزند قرار دیا ہو اور اسکی عورتوں کو اپنی عورتیں کہا ہو بجز میرے
سبھوں نے با اتفاق کہا کہ ہمیں کشف میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
آلہ صبح مباہلہ کو گو دین بیکر امام حسین علیہ السلام کو برآمد ہوئی در حالیکہ امام
حسن علیہ السلام کی ہاتھ پکڑی ہوئی تھے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام بھی
اوس جناب کے تھیں اور جناب امیر علیہ السلام پیچھے تھے جناب فاطمہ کے اور
آپ فرماتی تھے کہ جب میں دعا کروں تو آئین کہنا پس اسقف الفسخر سے
نی کہا کہ اسی گروہ نصاریٰ میں دیکھتا ہوں اون صورتوں کو کہ اگر یہ
چاہیے خدا سے تو پہاڑ کو زمین سے ہٹا دی گا ان بے مباہلہ نکر والوں
ہلاک ہو جائو گے اب اسی سے فضیلتیں کہی نکلیں ایک تو یہ کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ نے اول سے دعائیں مدد چاہی دوسری عالم
انصاری نے اقرار کیا اونکی قرب و منزلت کا پیشگاہ حق تعالیٰ فخر رانی
فرماتی ہیں کہ اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ برابر میں رسول خدا کے
پانچ چیزوں میں ایک تو سلام میں حق تعالیٰ نے فرمایا السلام علیک
ایھا النبی اہل بیت کے شان میں فرمایا سلام علی الیس و شہد
نار میں خدائی صلوات بھی رسول خدا پر اور اونکی آل پر پیری طہارت میں رسول
خدا کو فرمایا طہ اسی با طاہر اور اہلبیت کے بارہ میں فرمایا کہ و بطاہر کہ

قطع ہوا چوتھی صدقہ حرام کیا رسول خداؐ پر اور ان کے اہل بیت پر پانچویں
 محبت کے بارہ میں فرمایا حق تعالیٰ نے رسول خدا کے فاسقوں کو مجھ سے
 اللہ اہل بیت کی محبت میں فرمایا قل لا اسئلكم علیہ اجرا الا المودة
 فی القربی حق تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اہل بیت کو
 ان کے باعث امان امت گردانا ہے عذاب سے فرمایا وما كان اللہ
 لیخذ بہم و انت فیہم حضرتؑ نے فرمایا کہ جب ستارہ جاتی رہیں گے تو اہل
 آسمان بھی جاتے رہیں گے اور جب میرے اہل بیت جاتے رہیں گے تو اہل زمین
 جاتے رہیں گے یہ صواعق مرقومین ہی مذکور ہے جناب امیر علیہ السلام کو چاہا
 تھا کہ حال جنابت میں سجدہ رسول خدا میں زمین چنانچہ صواعق میں اور
 کشاف میں یہ حدیث مذکور ہے سید سے کہ ان کے برابر کوئی راوی معتبر
 اہلسنت کے یہاں نہیں ہے وہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے واسطی علی کے کہ نہیں حلال ہے واسطی کسی کے کہ جنب ہو وی بیچ
 اس سجدہ کے سوای میری اور سوای تمہارے تمام اصحاب کی دروازی بند
 کر دی گئی مسجد میں اور دروازہ فقط جناب امیر علیہ السلام کا کھلا رہا چنانچہ
 نسائی کہ اصحاب سترہ میں سے ہے کئی طریق سے اوسنی اس روایت کو
 لکھا ہے مقاتلہ اور جہاد بھی کرنا مخصوص جناب امیر علیہ السلام تھا حاکم
 نے اور احمد نے ابی سعید خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خداؐ نے
 حضرت علی سے کہ تم مقاتلہ کرو گے تاویل قرآن پر جیسا کہ تنبی مقاتلہ کیا ہے
 تنزیل قرآن پر حضرت نے اولیت واسطی جناب امیر علیہ السلام کے ظاہر

فرمائی اور فرمایا من کنت مولاً فعلی مولاً صواعق محرقہ میں ہے کہ
 کہ کسی نے عمر سے کہا کہ تم ایسی تعظیم کرتے ہو جناب امیر علیہ السلام کے کہ او
 اصحابوں کے نہیں کرتے ہو عمر نے کہا کہ یہ میری مولا میں پیر ابن حجر نے
 لکھا ہے مقصد خامس میں صواعق سے کہ دو اعرابی لڑتے ہوئی اتنی عمر کے
 پاس عمر نے کہا جناب امیر علیہ السلام سے کہ آپ حکم دیجیے پس حضرت فی حکم
 بیان کیا پس ایک اعرابی نے کہا کہ ہماری درمیان میں انہوں نے حکم
 بیان کیا ہے پس عمر نے اوچل کے اوسکی گردن پکڑی اور کہا کہ نہیں
 جانتا ہے تو کہ یہ کون ہیں یہ میری مولا میں اور مولا میں ہر مومن کے
 اور جسکی یہ مولا نہیں وہ مومن نہیں انہی اور رسول خداؐ کی حضرت کو پنا
 بہائی بنایا اسکو ترمذی نے لکھا ہے اپنی صحیح میں اور سیوطی نے لکھا ہے کہ
 حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے اوسی خدا کے جسکی میں پیغمبر کیا کہ یا علی تمہارے
 بہائی بنائی میں جو میں دیر کے تو میں اپنی واسطی تمہیں رکھاتا اس سے ظا
 ہوا کہ جسطر سے آخر زمان میں میں پیغمبر ہوا اور شرف نبوت بھی حاصل
 ہوا حال آنکہ مقدم ہوں فضیلت میں سب پیغمبروں سے اسی طریق سے
 تمکو سب سے اخیر اپنا بہائی بنایا اور شرف اخوت تمکو حاصل ہوا حال آنکہ
 تمہیں فضیلت ہے سب اصحاب پر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے دو
 علیؑ کے اپنی دوستی کہی اور دشمنی علیؑ کے اپنی دشمنی کہی صواعق میں ہے
 اور طبرانی نے ام سلمہ سے روایت کے ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ نے کہ جس نے علیؑ کو دوست رکھا اوسنی بھی دوست رکھا اور

جس نے دشمنی کے علی سے اوسنی مجاہد دشمنی کے اور جس نے مجاہد دشمنی کی اوسنی
 دشمنی خدا سے کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ فی حضرت کو سردار کیا
 سبھوں کا موافق لڑتے ہیں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام دور سے دکنہائی د
 حضرت فی فرمایا کہ یہ سردار میں عرب کے عایشہ نے عرض کے کہ آپ سردار
 عرب کے نہیں میں حضرت فی فرمایا کہ میں سردار عالم ہوں اور علی بن ابی
 طالب سردار عرب کے ہیں اب فرمائی کہ آپ کے خلفای ثلاثہ عرب تھے یا
 عجم تھے یا حیوانات میں سے تھے اگر عرب تھے تو جناب امیر علیہ السلام اونکی سردار
 تھے اگر عجم تھے تو عجم پر عرب سردار میں تو جناب امیر علیہ السلام کو سرداری دو
 درجہ کی حاصل ہوئی اور اگر حیوانات میں سے تھے تو حیوانات سے اشرف ہے
 انسان اور انسان اگر عجم ہے تو اوسنی اشرف ہے عرب اور عرب کی اشرف
 میں جناب امیر علیہ السلام تو اس راہ سے کہی مراتب کی سرداری جناب امیر
 علیہ السلام کی واسطی ہے آپ کی خلفا پر براویات آچے ہم مذہبون کے
 سوال خدا کی ذمہ عدل واجب ہے تو آیہ لا یستل عما یفعل وہم
 یستلون کا کیا جواب ہے

جواب ۳۵ سبھان اللہ چوتھا منہ بڑی بات سوال کرنیکی لیاقت ہی چاہیے ہی حکیمہ آچو علم اپنی مصلحت کا
 نہیں ہوتا کہ اسکے کر نہیں بہتری ہوگی یا برائی اور جو کچھ کہا نا، انتہا اوسکو کہتی ہو کہ جو تقدیر میں
 لکھا ہوا تھا وہ ہوا چنانچہ بیع الابرار میں محشری نے لکھا ہی کہ بی بی عائشہ سے کسی پوچھا تھا کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ کس کو زیادہ چاہتے تھے او نہوں نے کہا فاطمہ کو سائل نے کہا
 کہ میں عورتوں میں نہیں پوچھا مردوں میں زیادہ کہو چاہتے تھے عائشہ نے کہا

کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کو سائل نے کہا کہ پھر آپ اونسوی لڑیں کیونکہ
 یہہ شکر و نہہ ڈھانپ کر دینی لگین اور کہا کہ جو میری تقدیر میں تھا وہ ہوا
 فقط اب خیال کرنا چاہی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا دیا تھا کہ لڑائی علی کی پر
 لڑائی ہی ای بایستہ ڈرنا اوس دن سے کہ جسدن کٹی ہو نکلین اور جب لڑنے
 کی گئین لڑنی کو تو اس حدیث کو خیال نہ کیا اور کتوں نے بھی ہونک کر آگاہ
 کیا لیکن یاران یا رخا رنے گواہی دی کہ وہ یہ مقام نہیں ہے اور وہ
 گواہی جو اول اول جہوئی اسلام میں ہوئی ہے وہ یہی تھی کوئی شخص
 منصف مثل آپ کے موجود نہ تھا کہ ایسی فعل قبیح کا سوال کرتا پس افعال
 حق تعالیٰ تو عظیم میں اس سے کہ کوئی اوسکی مصلحت کو سمجھ سکے ایک ایک
 عالم اور ایک ایک طبیب جو مسئلہ کہہ دیتا ہے یا نسخہ لکھ دیتا ہے اوسمیں کو
 چون و چرا نہیں کرتا اور اگر کسی نے چون و چرا کیا اور اوسنی بتا یا برباد
 تو چونکہ قواعد سے واقف نہیں تو کچھ یہی خیال میں نہیں آتا یا دیکھی سو اہل
 ملائکہ کو کہ جب حضرت آدم کے خلیفہ کرنے کا حق تعالیٰ نے انہار کیا تو ملائکہ
 نے کہا تھا کہ تو گرد اینگاروی زمین پر اوس شخص کو جو فساد کرنی کا اور خورج
 کریگا تو حق تعالیٰ سچی فرمایا تھا کہ میں جانتا ہوں اوس چیز کو کہ تم نہیں
 جانتی ہو اور جب خدا نے ملائکہ کا امتحان لیا اور اسما کو دریافت کیا تو
 نام تک نہ بتا سکے جس مقام پر نفوس ملکی کام نکرین وہاں پر عقول انہی
 کو کیا لیاقت مگر ہاں جس طرف میں جو کچھ ہوتا ہے اوس ٹپک پڑتا ہے
 چونکہ آپ تابعین میں بھی وہی مین جنہوں نے ظلم کیا ثقلین پر تو آپ خدا

عدالت کو نفی کیا چاہتی ہیں اور اسکو بھی ظالم ٹھہرایا چاہتی ہیں دعویٰ
قرآن خوانی کا بہت واثق اللہ لیس بظلام للعینید یا وہیں کہہ کر
ہو سکتا ہے کہ خدا جابجا قرآن مجید میں اپنی بندوں کو حکم بعدل فرماؤ
اعدلوا ہوا قرب للثقیوی وآیہ وان خفتما ان لا تعدلوا فوجہ
وآیہ واشتہدوا ذوی عدل منکم اوسپر شاہد ہے اور خود عدالت
پکڑی مصرعہ سخن شناس نئے و لبر خطا نیست

سوال بندہ اپنے افعال کا خالق ہی تو آیہ وما تشاؤن الا ان
یشاء اللہ کا کیا جواب ہے فقط

جواب اگر بندہ خالق اپنے افعال کا نہیں ہے تو آیہ فمن شاء
فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کے کیا سنی اور اضل فرعون قومہ
اور اضلکم السامری اور قول شیطان بروز آخرت جو منقول ہے
القرآن ہے لیس علیکم سلطان الا ان دعوتکم فاستقیم
فلا تلومونی ولوموا انفسکم گریا تاویل کبھی گا اگر آپ اتباع رحمان
سے ہیں تو ارشاد رب ربیم پر عمل کیجئے اور اگر متابعت شیطان منظور ہے
تو قول شیطان ربیم کو تسلیم کیجی و کیجی اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون
علیم یعنی جو چاہو تم کر حق تعالیٰ تمہارے عمل کے ساتھ عالم ہے اس سے
تو اختیار بدست بندگان نکلتا ہے پہر آپ تبرا وغیرہ جو نسبت خلفائے شیعوں
صادر ہوتا ہے اوسمیں شیعوں کو قصور وار کیوں کہتی ہیں جو مشیت خدا
وہ شیعوں میں لاتی ہیں وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ سو جو ہے فقط

سوال حدیث اصحابی کا انجوم فبالہم اقتدیتم اہتدیتم
بشادہ رسالہ الکاتب آپ کے کتابوں میں ہے اس سے صاف مذہب
المیست ثابت ہے فقط

جواب رسالہ الکاتب ہو یا اصلہ الاما حیب ہو شیعیان المیست
الطہار علیہم السلام تابع ثقلین میں جو اونکی ارشاد کے مخالف کوئی روایت
ہوگی وہ ماقول یا مطروح یا محمول ثقیہ پر ہوگی آپ اپنی کہی جب مولا
آیات قرآنی اور بیان مریدان خلیفہ اول و ثانی و تدرین کا صحابی ہونا
سبب لفظ سلم کے ضرور ہوا تو پھر اونکی اقتدائین اہتد اکہان رہی اور رب
فرض تسلیم کیا مالک ابن نویرہ و سعد ابن عبادہ و ابی مسعود و ابوذر غفاری
و حضرت سلمان فارسی صحابی نہ تھے کہ آپ کے خلفائے اولیٰ بی ادیان
کین اور انواع ایدہی بہ نسبت او حضرت کے عمل میں لائے بلکہ اونکو
بلاک کیا ومن قتل مؤمنًا متعمداً جزاؤہ جہنم جالدا فیہا
کا حفظ ہاتھ سے دیا فقط

سوال یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت بشا
سیاق سباق از دلائل کے حق میں نازل ہے اسکا کیا جواب ہے حدیث
اہل عبا سے یہ اعتراض نہیں اوٹہ سکتا کیونکہ اس سے اتنا ثابت ہوتا
کہ وہ برکت دعای نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ
اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما ہی ہوئے
علیٰ ہذا القیاس ضمیر مذکر سے استدلال کرنا غلط اول تو یہی کہہ گئے جو ضمیر

مذکر ہے دوسری حضرت سارہ کے خطاب میں موجود ہے علاوہ برین یہ
 اعتراض خدا پر ہوگا شہادت سیاق و سباق کا جواب نہیں فقط
 جواب ازواج رسول خدا کے بارہ میں تو سورہ مریم میں دیکھ لیجی کہ
 کس طرح کے کلمات عبات حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ایک تو قول خدا ہے
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض ازواج نے جبکی آپ فضیلت کے در پی میں ہوا
 تفسیر پرناوی کے یہیہ رسول خدا کا ظاہر کر دیا دوسرے یہ کہ خدائی اور نبی
 کے حق میں یہ فرمایا کہ صفت قلوب کا یعنی گشتہ میں دل تم دونوں
 کے امر واجب سے کہ وہ اطاعت رسول خدا ہے یہ بھی موافق تفسیر
 بیضاوی کے لکھی ہیں تیسرے خدائی اونکو توبہ کرنیکو فرمایا پھر ان بدعتوں
 کے ساتھ نازل ہونا آیہ تطہیر کا اونکی شانیں بعید ہے اور لفظ اہلبیت
 سے جواب ازواج کو داخل کیا جاتی ہوں تو موافق محاورہ اہل ع
 کے اہل بیت میں ازواج داخل نہیں صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ یہ
 سے پوچھا کہ اہلبیت میں ازواج ہی میں اونہوں نے کہا کہ نہیں قسم ہے
 خدا کی تحقیق کہ عورت مرد کے ساتھ مذہبوں رہتی ہے جب وہ طلاق دیتا
 تو وہ اپنے باپ اور قوم کی طرف پھرتی ہے اہلبیت رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ اولاد رسول خدا میں سیاق و سباق سے ہی دلالت اہلبیت ہونیکے
 بہ نسبت ازواج کے نہیں نکلتی اسواسطی کہ خدائی اونکے بارہ میں فرمایا
 بیوتکن فرمایا ہی بیان ہی اگر اہلبیت میں داخل ہوتیں تو اہل البیوت
 فرماتا اور ضمیر مذکر سے جو اپنی استدلال کو غلط کہا تو یہ غلط فہمی آپکی ہے ازواج

توہین اور سہ جناب سیدہ دس عورتیں ہوئیں اور مرد تین ہوئی حسین
 علیہا السلام اور جناب امیر علیہ السلام پرتین مرد دس عورتوں پر غالب
 کیسا آگنی تو ضرور ہوا کہ مرد یہاں زیادہ تھے اور ایک جناب سیدہ علیہا
 السلام اور یہ جو آپ نے کہا کہ برکت دعای نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے علی وفا طہ و حسین ہی داخل ہو گئی تو دیکھنی روایت ابن مرد
 کو کہ ام سلمہ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ آیہ تطہیر نازل ہوئی میرے گھر میں وقت
 میری گھر میں سا شخص سے جبریل اور میکائیل اور علی اور فاطمہ اور حسن
 اور حسین اور میں دروازہ پر تھی گھر کے مینے عرض کے یا رسول اللہ میں
 اہلیت سی نہیں ہوں حضرت نے فرمایا کہ تم نیکی پر ہو اور تم ازواج نبی
 میں سے ہو اور صحیح ترمذی میں ہے اس طرح لکھا ہے پس اگر مراد اہلیت سے
 ازواج نبی ہوتی تو جناب ام سلمہ کہ تھوڑا اہل عرب سے آگاہ تھیں وہ
 کیوں دریافت کرتیں کہ میں ہی اہل بیت سے ہوں اور بڑا خدا کا فضل
 یہ ہوا کہ یہ آیہ نازل ہوا گھر میں جناب ام سلمہ کے اوس وقت کہ کوئی ازواج
 نبی میں سے اوس گھر میں موجود نہ تھیں والا طہارت بھی مثل خلافت کے
 غصب ہو جاتی اور پھر اگر اہل بیت سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ جو گھر کے اندر
 ہو وی تو پھر چاہی کہ آپ بی اور چوہا اور جو وحوش و طیور ہو دین اون
 سب کو اہل بیت کہی اور اس آیت میں شامل کجی اور وہ آیہ جو شان
 میں حضرت سارہ کے وارد ہے وہاں بھی حضرت ابراہیم اور سارہ اہل
 بیت اور حضرت کے مقصود میں اور چونکہ وہاں کوئی قرینہ مانع نہ تھا

سارہ کے داخل ہونیکا نہیں ہے اس جہت سے ایک حضرت سارہ ہے
 اوسمین داخل میں حسب طرح آیہ تطہیر میں ضمیر منکرم میں جناب فاطمہ داخل اور
 یہ شبہ کرنا کہ آیہ تطہیر کے اگلی اور پچھلی آیتوں میں تو ذکر ازواج کلمے پر
 آیہ تطہیر سے ازواج کیونکر خارج ہو گئیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ جو کلام
 اللہ سمجھ کے پڑھتا ہے اوسپر خوب ظاہر ہے کہ آیات یکے میں وہ آئین داخل
 ہو گئیں جو مدنیہ میں نازل ہوئیں و بالعکس اور ایک قصہ کی انتہا میں
 دوسرا قصہ مذکور ہو گیا ہے بلکہ بہت جگہ معطوف اور معطوف علیہ میں
 بھی فاصلہ کثیر ہو گیا ہے چنانچہ یہ آئین جو سورہ نور میں مذکور ہیں ا
 آپ نے اوسمین سوال بالا میں ہی لکھا ہے ویکسے قل اطیعوا اللہ و
 اطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم وان
 تطیعوه فقد واما علی الرسول الا البلاغ المبین وعد اللہ الذین
 امنوا منکم وعلو الصالحات لیستقلنہم فی الارض کما استخلف
 الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارضی لہم ولیمیزلنہم
 من بعد خوفہم امنایعبدوننی لا یشرکون بی شیناء من کفر بعد
 ذلک فاو لکنتم ہم الفاسقون و اقموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و اطیعوا
 الرسول لعلکم ترحمون نیشاپوری و رحمشری و بیضاوی وغیرہ نے
 لکھا ہے کہ اقموا الصلوۃ کا عطف اطیعوا اللہ پر ہے حالانکہ بامین میں
 کس قدر فاصلہ اور کتنی جملہ مترضہ میں پس اسطرح ایک آیہ تطہیر ہے
 بہت اٹکی کہ آل عبا کو خصوصیت پیغمبر سے زیادہ ازواج سے ہے

یا بغرض غیرت دلانے ازواج کے کہ تم ہی کیوں مشغول طاعات الہی
 مثل آل عبا کے نہیں ہوتی ہو اور کیوں نافرمانی رسول کے کرتے ہو
 درمیان میں اون آیتوں کے آگئی ہے تو کیا مقام تعجب ہی اب حدت میں حضرت
 سائل کے التماس ہے کہ سیاق اور سباق کا جواب تو آپ کو مل گیا اور اعتراض
 جو آپ نے کہیں وہ بلاخطہ حملہ معترضہ آپ کا اعتراض خدا پر ہو گا فقط
 سوال الطبیات حضرت عائشہ کی شان میں نازل ہے اسکا شیعہ
 انکار نہیں کر سکتی یہ لفظ حسب قدر اونکی پاکیزگی پر دلالت کرتا ہے اور تا
 فقط لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا پر دلالت
 نہیں کرتا کیونکہ لفظ طہیات صفت شبیہ ہے جو اصلی پاکیزگی پر مشابہ ہے
 اور یہ ہر بیطہ تجدد پر دلالت کرتا ہے جس سے اوٹنا پاکیزہ ہونا ثابت
 نہیں ہو گیا وجہ ہے کہ آیہ تطہیر کے بہرہ سے اہل بیت کو معصوم کہو
 حالانکہ وہ بھی اصلی نفس ازواج کی شان میں اور عارضی ناپاکے
 زایل ہو جانے پر دست آورے اور باعتبار آیہ الطبیات حضرت
 عائشہ اور سوا اونکی اور ازواج کو معصوم نہیں کہتی کیونکہ جو مورد
 خاص ہے پر الفاظ عموم دلالت کرتی ہیں فقط
 جو آپ یہ دعویٰ آپ کا بیجا ہے شیعوں تو نزول آیہ انک کو یہی دیکھا
 عائشہ نہیں جانتی بلکہ ماریہ قطیبہ پر عائشہ نے تہمت کے تہی کہ وہ پہلی مرتبہ
 اوس تہمت کے یہ آیہ نازل ہوا طہیات صفت شبہ مشکب مگر یہ لفظ
 صفت عائشہ کی نہیں ہو سکتی یہ صفت مشبہ بہ نسبت عائشہ کے آپ

صفت مستحبہ ہے اسطیٰ کہ اصلی پاکیزگی اور عارضی پاکیزگی دونوں میں
 متہی کیا اصلی پاکیزگی اسی کو کہتی ہیں کہ گناہوں میں آدمی ہر بار سے خود
 ہمیشہ نیکاناج دیکھی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو بھی دیکھا ہی اور
 تصویر ذی روح کے بنانی سے پرہیز نگری اور گریوئسی کہیلا کری چنانچہ
 جامع الماصول میں روایت نسائی میں ترجمہ مشکوٰۃ عبدالحق دہلوی میں جو
 ہے کیا عارضی پاکیزگی یہی ہے کہ مبتلائی طہت زمین پاکیزگی وہ ہے کہ
 کسی طریق کے نجاست گرد نہ آئی یا وہی سوان دونوں نجاستوں سے
 ایک علیشہ صاحب بری نہ تھیں پہر کیونکر طہیات سے ہو سکتی ہیں اور
 بیضاوی نے لکھا ہے کہ ہر آدمی کی ہر حالت کرتا ہی ذرا حاشیہ خطائی جو مختصر معانی میں ہوا ہے وہ ہے
 کہ مجھ کے کہنے کو جو زمین کیا ہی اور اگر ایسا ہی پاک فہم تو یعلیٰ کا منیہ مثل ذہب و یطہر کے
 کیا آپ ان قال ہو جیسا کہ غذا کا علم جدید ہی قدیم نہیں تھا جو آپ یعلیٰ کے سنی فرمایا گا وہی ہم ریدہ
 و یطہر کے معنی کہیں گے اور طہیات کی تفسیر میں درمیان سنی و شیعہ کے اختلاف
 ہی بعضوں نے عورتوں کو کہا ہے اور بعضوں نے کلمات کہی ہیں طہیات
 مقصود وہ عورتیں میں جنکو شارع نے حلال کیا ہے اور اگر مقصود ہو
 کہ جو عورتیں پاک ہیں گناہوں سے وہ دونوں مردوں کیو اسطیٰ میں
 جو گناہوں سے پاک ہیں ہر زوجہ حضرت نوح علیہ السلام و زوجہ حضرت لوط علیہ السلام
 کہ با اتفاق فریقین گناہگار تھیں اور ہمیشہ و مقصود کہ انہوں نے بہتہ کو
 رسولی کے کہول دیا اور انکے اوپر عتاب سورہ نجم میں نازل ہوا
 یہاں اسطیٰ انکی اوپر کیونکر صادق آتی گا اور حضرت ہنسیہ زین

فرعون کہ وہ یقیناً گناہوں سے بری تھیں طہیات میں داخل رہیں گے
مگر فرعون کہ یقیناً گناہ کرتا اور طہیب نہ تھا وہ طہیوں میں کیونکر داخل
سوال شرفا کی عورتوں کا خلاء بوجہ متعہ و ضایل ہو تو وہ مل سکتے
ہیں یا نہیں فقط

جواب معلوم نہیں کہ عبد اللہ ابن زبیر کی مان شرفا سے تھیں یا ان کے
تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن زبیر متعہ ادا کی تھی ہر کیفیت اور چرچہ
بیان کیا اور شران مجید سے ثابت کر دیا کہ متعہ قسم نکاح کی ہے پس
جو حال نکاح و ایہی کا ہے وہی حال متعہ کا ہے لیکن اہل سنت حنفی
المدامہب فرماتے ہیں کہ بنا براون کے مذہب کے ان کے شرفا کی عورتیں
محض خرچی پر بدون نکاح و متعہ کے مل سکتی ہیں یا نہیں اس کے
کہ موافق فتویٰ ابو حنیفہ کے کہ در صورت دینی خرچی کے زانی و زانیہ
سے حد کو ساقط کرتی ہیں ان کو خوف جاری ہونے کا تو ہو گا نہیں چنانچہ
کہہ سکتی ہوں گی یہ کہ آج تو چین سے گزرتے تھے باقی کی خبر خدا جانتا ہے

سوال چوتھی متعہ میں بے شہادت تفسیر میر سیاح اند شیرازی رسول اللہ
کا رتبہ میر آجاتا ہے یا چوتھیں متعہ میں خدای مل سکتی ہے یا نہیں فقط
جواب آپ اپنی مذہب کی کمالات میں ہم تو کیا معجز الملکوت تک حیرت
بے شہاد ابو منذر ابن مشام ابن محمد ابن السائب الکلبی کتاب المصاب
میں ظاہر ہوتا ہے کہ بلا مداخلت متعہ و نکاح آپ کے مذہب ایسی مفتی ہوتا
ہوئی کہ موافق ان کے راسی کے ہر روایات اہل سنت و جماعت نازل ہونے

لگی پیغمبری کے کیا حاجت رہی بسا مان کے خدائی ہاتھ لگ گئی نہار
 نیست اندر چہ دام غیر از خدا چنڈ جوئی در زمین و در سما :
 خود پسر شد و پیام آورد گشت خود کافر و نمود انکار :
 خود کند ساز ہر گناہ کہ بہت خود کند باز توبہ استغفار :
 کہنی لگی لا الہ الا انا فاعبدون کی صدا دینی لگے غشی الدین عربی
 مقتدای سنیان کو دیکھئے کہ فصوص حکم میں ناکج و مشکوہ کو ایک جاتے
 ہیں محشی فصوص متبین میں کہ جو لذت ملتی ہے وہ خدا کو ملتی ہے فقط
 اب خدای پر ظاہر ہو گیا کہ واسطی عاصی و کافر کے یہی آپ کے
 مذہب میں خدائی جائز ہے اور پیغمبر کو آپ کے یہاں کون پوچھتا
 اس واسطی کہ آپ کے یہاں لکھا ہے کہ محی الدین خاتم الاولیاء ہیں
 اور خاتم الانبیاء کو کہتی ہیں کہ وہ مشکوہ خاتم الاولیاء سے احکام کو
 حاصل کرتے ہیں معاذ اللہ من تلك الممنون الذکور فی الفصوص
 المخالفة للنصوص بہر کیف درجہ کی لفظ تفسیر ملا فتح اللہ میں ہے اسکا
 ترجمہ آپ نے خلاف کیا ہے جنت میں درجات میں اور جہنم میں رکات ہیں
 اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ شیعیان حضرات علیہم السلام سبب طاعت
 اور محضرات کے احکام میں اونکی منازل میں جگہ یا ونکی حدیث علمای
 ائمہ کا نبیاء بنی اسرائیل آگے یہاں مشہور ہے کیا عالموں پر اس
 امت کے مثل اون انبیاء کے وحی نازل ہوا کرتے تھے کوہ طور کی بجلی
 نظر آتی ہے عصا انکا اثر دہا ہو جاتا ہے سراسر فہم کا تصور ہے نیست میں آنکر

فتور فقط واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على محمد وآله
 البررة الكرام اجمعين ابد الابد ينمقر المذهب السيد علي حسن ابن العالم الامام السيد
 غلام امام حشر بما الله مع الائمة المعصومين عليهم السلام

ت

صحيح	غلط	صحيح	غلط	صحيح	غلط	صحيح	غلط	صحيح	غلط	صحيح	غلط
۲	۱۱	کس	پس	۳۳	۲	مکافات	مکافات	۳۸	۲	ایت تسبیح	ایت تسبیح
۷	۷	کرا او بری	کرا او بری	۱۱	۹	من مثل	من مثل				
۸	۱۳	دیکھے	دیکھے	۳۴	۱	عامہ	عامہ	۷	۷	حدیث	حدیث
۱۸	۱۸	بجز	بجز	۵	۵	کہ نا	کہ نا	۱۸	۱۸	حق	حق
۶	۷	درخشو	درخشو	۲۵	۶	تھیں	تھیں	۱۵	۱۵	مرکبی	مرکبی
۱۲	۱۳	بتوان	کیون	۱۰	۱۰	کہا	کہا	۲۹	۳	تقریباً	تقریباً
۱۵	۲	بات	باپ	۱۱	۱۱	کہا	کہا	۷	۷	جہا	جہا
۱۶	۶	او	او	۵	۵	انہی	انہی	۱۸	۱۸	اوسے	اوسے
۱۸	۳	باتی	باتی	۱۸	۱۸	بین تہ	بین تہ	۲۸	۷	ناظرہ	ناظرہ
۱۹	۵	ادبی	ادبی	۳۶	۱	کہ مجھی	کہ مجھی	۱۲	۱۲	کرتا	کرتا
۱۹	۱۷	خدا	خدا	۷	۷	ان	ان	۵۷	۲	ولم	ولم
۲۰	۷	مالک	مالک	۱۸	۱۸	تھیں	تھیں	۱۸	۱۸	اوسے	اوسے
۲۱	۲	نہ	نہ	۳۷	۲	کہ	کہ	۱۲	۱۲	کہا	کہا
۳۳	۱۸	اوسکی	اوس	۱	۱	تاکیں	تاکیں	۹	۹	ہشام	ہشام
۳۱	۱۹	بعود	مشہود	۱۲	۱۲	سحق	سحق	۱۲	۱۲	محشر	محشر

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	
۴۹	۱۹	مناہجہ کو کلمہ	نہایت کا	ایضاً	۹	اعمالوں	اعمالیوں	۷۶	۱۲	کرتے کیا کرنے
۵۰	۲	کافر بدعتی	غرض اہل	ایضاً	۱۷	میں فرمایا	میں تو کہیں	ایضاً	۱۸	کرتے ہی کرتے ہر
ایضاً	۱۳	نہیں	نہیں ہیں	۷۲	۲	داخل	داخل ہیں	ایضاً	۱۹	قصود قصور
ایضاً	۱۶	منزل	تشریل	۷۳	۳	حضرات	حضرت	<p>تسمت</p> <p>تاریخ پیرہم ماہ ذالحجہ ۱۳۰۶ھ</p> <p>مطابق تاریخ ۱۶ ماہ اگست ۱۸۸۹ء</p> <p>بقام لکھنؤ محلہ</p> <p>فراشیہ نجات وزیر گنج۔</p>		
ایضاً	۱۹	انکے	آپکے	۷۴	۹	استمراری	استمرار			
۶۱	۱۱	اول	ادس	ایضاً	۱۷	اور	اور خود			
۶۲	۱۰	عرب کی	عرب سے	ایضاً	۱۰	محمدک	محمدک			
۶۳	۱۶	محسن	نہیں	۷۵	۱۰	خرچی	اورے			
۷۰	۴	عتبات	غتاب	ایضاً	۱۷	مذہب	مذہب			

اشتمال کتاب سیف صارم زبان اردو

بدلت سے آپ حضرات کتاب سیف صارم کی تلاش میں رہتے
 بحمدہ تعالیٰ کہ وہ کتاب دوبارہ چھپ کر تیار ہو گئی ہے
 واقعی میں یہ کتاب مناظر دین بہت خوب ہے قیمت کتاب مجلد محمولہ لڑاک
 ایک روپیہ ہے راقم آتم سید عابد علی عفی عنہ۔

jabir.abbas@yahoo.com

اشعار

تاجران ہر دیار و اہل مطابع عالیو قار کچھ دست فیض درجت میں باین عرض
عرض ہے کہ یہ کتاب شتمل بر جواب سوالات اسنت و جماعت خاص و اہل
شیعہ نوگون کے طبع ہوئی ہے اور جناب مصنف صاحب دایم برکاتہ نے
حق تصنیف و تالیف راقم کو دیا ہے لہذا نسخہ مذکور مطبع ہذا میں بحرف
زر کثیر بحال جانفشانی کا سر و ازان مطبع کے چپکریا ہوئے۔ اب امید ہم
پیشگان عالیشان سے یہ ہے کہ کوئی صاحب بغیر اجازت مطبع ہذا کا
قصد چھاپنے نسخہ یا کما نقرائیں باسید اخذ نفع نقصان نہ دے و نہائیں مان
جن صاحبوں کو اہل مطابع یا تاجران یا خریداران کو جس قدر نسخہ
مطلوب ہوں مطبع ہذا سے طلب فرمائیں راقم کو مرہون منت و ممنون احسان
بنائیں فقط المرقوم ۲۴ ماہ جمادی الاول ۱۳۸۱ ہجری
راقم الاثم سید عابد علی مالک مطبع